وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا البقرة 275

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے

تجارت

کے اسلامی اصول

مُرتّب
محمد عمر خان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	تجارت کے اسلامی اصول
مرتب	محمد عمر خان Muhammad Umar Khan
کمپوزنگ	عرفان اسلم — Designing & Setting BABAR JAFAR
بائنڈنگ	ایوب فاروق بک بائنڈرز بوہڑگیٹ ملتان
تعداد اشاعت	1000
ایڈیشن اول	جنوری 2016ء
ہدیہ	....

ملنے کا پتہ

حیّ علی الفلاح

پرانی غلہ منڈی گلی بن لوہاراں، بوہڑگیٹ ملتان

061-4586619
061-4588801
mukmultan@gmail.com
www.hayya-alalfalah.com

Muhammad Umar Khan
محمد عمر خان
0300-0322
0310-0347 6366221
0334-6066221
info@hayya-alalfalah.com
www.facebook.com/umarkhan061

سند

"تجارت کے اسلامی اصول"

کتاب کے اس مجموعے میں درج ہر لفظ کو میں نے حرف بحرف پورے غور وخوض اور نظر عمیق سے دیکھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس میں کتابت، اعراب، صحت لفظی اور خوشخطی کو بطریق احسن ملحوظ رکھا گیا ہے اور مکمل مسودہ ہر قسم کی اغلاط سے مبرأ ہے۔

فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

پروفیسر ریاض الرحمٰن

ایم اے۔عربی (ریٹائرڈ) زکریا یونیورسٹی۔ملتان

محمد زبیر شیخ فاضل جامعہ محمدیہ ملتان

حسن الرحمٰن تقوی فاضل جامعہ محمدیہ ملتان

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	اظہار تشکر اور اس کتاب کی تیاری کی غرض وغایت	12
2	تاجر حضرات کی موجودہ صورتحال	14
3	مومن تاجر......اللہ کی نظر میں	15
4	دو صحابیوں کا اذان سننے کے بعد کا عمل	16
5	سچے اور ایماندار تاجروں کے لئے انعاماتِ الٰہی	17
6	متقی تاجروں کا انجام	18
7	تاجروں کو اسلامی اصول تجارت کا علم حاصل کرنا	20
8	بہترین کمائی کن تاجروں کی ہے؟	20
9	قیامت کے دن اکثر تاجر فاسق وفاجر ہوں گے	21
10	حلال یا حرام کی پروا نہ کرنا	22
11	جزوی حرام اشیاء کی خرید وفروخت کا جائز ہونا	22
12	اللہ تعالیٰ کی منع کردہ حدود اور مشتبہات	23
13	تھوڑے حرام کا بڑا نقصان	26
14	ایک حرام لقمے کے اثرات	27
15	حرام مال، دعا کی قبولیت میں رکاوٹ	28
16	رزق کی پاکیزگی، دعا کی قبولیت کا سبب	28

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
17	پاک اور ناپاک یکساں نہیں	29
18	حرام کمائی سے کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی	30
19	اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کی فروخت پر پابندی	32
20	مردار کی خرید وفروخت	34
21	حرام تجارت کی مختلف صورتیں	35
22	حلال کمائی کی برکات	36
23	حلال کمائی کی کوشش کرنے کی فضیلت	37
24	اللہ کا راستہ یا شیطان کا راستہ	38
25	ہاتھ کی کمائی	40
26	ملاوٹ اور دھوکا بازی	41
27	باطل طریقے کون سے ہیں؟	42
28	''جھوٹی قسم'' کی ممانعت	46
29	کثرت سے قسمیں کھانے کا نقصان	48
30	کاروباری لغزشوں اور خطاؤں کا کفارہ	48
31	عیب چھپانا	49
32	سودے پر سودا کرنا	51
33	مال کی قیمت مال کا مالک بتائے	54

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
34	ماپ کر فروخت کرنا/خریدنا	55
35	دکاندار کے پاس خریدے ہوئے مال کا نہ چھوڑنا	55
36	کم تولنا	56
37	جھگڑے کی ممانعت	56
38	قیمت کم کر کے دوسروں کو نقصان نہ پہنچاؤ	57
39	مسجد میں خرید و فروخت کرنا	57
40	نیلام کی اجازت	57
41	تناجش کی ممانعت	58
42	جس کو قرض دو اس سے ہرگز فائدہ نہ اٹھاؤ	60
43	قرض کی ادائیگی کی اہمیت	61
44	ادائیگی قرض میں نیت کا اثر	62
45	غریب اور تنگدست کو مہلت دینے کا اجر	63
46	تنگدست قرض دار کے ساتھ نرمی	64
47	خوشحال آدمی کا قرض ادا کروانے میں کسی کی مدد کرنا	65
48	دو دفعہ قرض دینا ایک دفعہ صدقے کے برابر ہے	66
49	مقروض کو مہلت دینے کا انعام	66
50	مقروض کی مغفرت نہیں	67

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
51	عافیت کام کرنے میں ہے	68
52	معاشی جدوجہد کی ترغیب	69
53	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خودداری	70
54	خود کفالت وخوشحالی کے بغیر دین کی حفاظت مشکل ہے	72
55	مالداری، بہترین نعمت خداوندی	74
56	مزدور کی کمائی	74
57	مزدور کو وقت پر اُجرت دینا	75
58	حلال رزق بھی حرام کاموں پر خرچ نہیں کرسکتے	75
59	برکت والا مال کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟	76
60	نفس کی پاکی سے حاصل شدہ مال کی برکت	77
61	تجارت میں خیر وبرکت کا اصول	78
62	خرید وفروخت میں نرمی کا حکم	79
63	تھوڑا منافع، زیادہ سیل	80
64	کامیابی کا راز	80
65	زکوٰۃ	81
66	زکوٰۃ کے مال میں احتیاط ضروری ہے	81
67	مال کی بربادی کا سبب	82

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
84	جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے	68
86	کپڑے اور عطر کی تجارت	69
86	جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار کی ممانعت	70
88	''اذان'' سے مراد کون سی اذان ہے؟	71
90	شراب اور جوئے کے کاروبار کی ممانعت	72
91	10 آدمیوں پر لعنت	73
93	شراب بنانے والے کو انگور وغیرہ کی فروخت	74
94	تمام نشہ آور اشیاء کی خرید وفروخت	75
94	بطور دواء شراب کی خرید وفروخت	76
95	چوری کے مال کی خرید وفروخت اور اُس کی ممانعت	77
96	اپنا چوری شدہ مال خریدا جا سکتا ہے	78
96	مغنیہ کی خرید وفروخت کی ممانعت	79
98	تبدیلیٔ خلق کے کاروبار منع ہیں	80
99	کھلم کھلا گناہ	81
99	نامحرم کو چھونے کی ممانعت	82
100	عریاں لباس والی عورتیں	83
100	حرام کو حلال کر لینا	84

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
85	آلات موسیقی کی خرید وفروخت	100
86	فحاشی وعریانی پھیلانے والوں کے لئے وعید	102
87	فحش اور بے حیاء کاموں کے قریب جانے کی ممانعت	102
88	وکیل کے جھوٹے کیس کی آمدنی بھی حرام ہے	104
89	ڈاکٹرز کی آمدنی کے غلط ذرائع	105
90	قبل از ملکیت شے کی خرید وفروخت	105
91	پریشان حال شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا	107
92	''زر بیعانہ'' واپس نہ کرنے کے بارے میں حکم	108
93	''اقالہ'' فروخت کئے ہوئے سامان کو واپس لینے کا حکم	110
94	لاعلمی کے باوجود شے کی پوری قیمت ادا کرنا	111
95	''خیار رویت'' اَن دیکھے سامان کو دیکھنے پر واپسی کا حکم	113
96	''خیار شرط'' سامان فروخت کے بعد واپسی کا حکم	114
97	قیمت بڑھانے کی ہر ترکیب گناہ ہے	116
98	قیمت کو زیادہ بتا کر پھر کم کرنا مناسب نہیں	117
99	دو ہم جنس چیزوں کا کمی بیشی کیساتھ تبادلہ جائز نہیں ہے	120
100	ناپ تول میں کمی پر عذاب	121
101	ماپ تول میں کمی پر قحط کا عذاب	123

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
102	تولتے وقت شے کا پلڑا بھاری ہو	123
103	ماپ تول کے بغیر غلہ کے ڈھیر کا سودا	124
104	وسعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا ظلم ہے	124
105	اپنے حق کو چھوڑنے کا اجر	125
106	دوشریکوں کے درمیان اللہ تعالیٰ موجود رہتا ہے	127
107	السابق فالسابق	127
108	بہترین شراکت دار کی خصوصیت	128
109	غیر مسلموں سے شراکت منع ہے	128
110	کاروباری حضرات میں حسد کا تدارک	129
111	سود کا لغوی مفہوم	130
112	سودی کاروبار کی ممانعت	130
113	تجارت کو سود کہنے والوں کا حال	131
114	عذاب الٰہی کے مستحق لوگ	131
115	سود خور کا انجام بد	132
116	سودی لین دین کرنیکا انجام	132
117	سود ایک مشروط اضافہ	133
118	تجارت اور سود میں فرق	134

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
119	سود پر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی وعید	134
120	کیا توبہ کے بعد سود کی بقیہ رقم وصول کی جاسکتی ہے؟	135
121	بینکوں میں اکاؤنٹ کھلوانا	136
122	بینک کی ملازمت	138
123	5 برے کام	138
124	مال کے 3 حصے	139
125	کئی سال پہلے یا پھل پکنے سے قبل خرید وفروخت منع ہے	140
126	تھنوں میں دودھ روکنا ناجائز ہے	142
127	کھیتی باڑی اور بکریاں پالنا	143
128	لین دین کے معاملات لکھ لینے چاہئیں	144
129	سودے میں سے کوئی مجہول چیز علیحدہ کر لینا	145
130	دھوکا نہ دینے کی شرط لگا کر سودا کیا جاسکتا ہے	147
131	سودے کی قیمت ادا کر کے سودا نہ لینا بھی درست ہے	148
132	سودا مکمل ہونے کے بعد ایک فریق کا انکار اور دوسرے کا گواہ پیش کرنا	148
133	گواہ نہ ہو تو مال کے مالک کی بات قابل ترجیح ہوگی	149
134	کتے کی کمائی / قیمت	150
135	بلی کی قیمت / کمائی	151

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
136	گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا	151
137	خونی رشتوں میں بیع کے ذریعے تفریق ڈالنا	152
138	ایک بیع میں دو شرطیں یا دو سودے	153
139	تحفہ یا صدقہ کیا ہوا مال خود ہی خریدنا	154
140	بیع عینہ	155
141	جانداروں کے مجسموں پر مشتمل بچوں کے کھلونوں کی خرید و فروخت	157
142	ذخیرہ اندوزی	158
143	غلہ نہ روکنے کا اجر و ثواب	158
144	ذخیرہ اندوزی حرام ہے	159
145	ذخیرہ اندوزی کی چند صورتیں	160
146	وہ صورتیں جن میں چیزیں ذخیرہ کی جا سکتی ہیں	161
147	چند مختصر اور جامع دعائیں	162
148	بازار کی دعائیں	163
149	تجارتی و معاشی پریشانی اور تنگیٔ رزق سے نکلنے کے چند اہم وظائف	165
150	رزق سے متعلق مسنون دعائیں	169
151	رزق کے بوجھ سے نجات کی دعا	170
152	آخری گزارش از طرف راقم	173

اظہار تشکر اور اس کتاب کی تیاری کی غرض وغایت

الحمد للہ رب العالمین

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ

اس وقت کاروبار اور تجارت میں جس قسم کی بے راہ روی اور غلط طریقے استعمال ہو رہے ہیں اس کی ایک وجہ تو کم علمی یا لاعلمی ہے۔ دوسری بڑی وجہ ہماری خود غرضی ہے کہ ہر کاروباری شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے فائدہ پہنچے، بے شک دوسرے لوگوں کو کتنا ہی نقصان ہو جائے۔

حالانکہ جو شخص اس نظریہ کے مطابق اپنی زندگی بسر کر رہا ہے وہ دنیا اور آخرت دونوں کا غیر محسوس طریقہ سے نقصان کر رہا ہے۔ اگر شریعت مطہرہ کی تعلیمات کے مطابق کاروبار کیا جائے تو سب کا فائدہ ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کاروبار کرنے سے پہلے اس سے متعلق دین کے احکامات کا علم حاصل کرلے۔

اس کتاب کی تیاری کے جہاں اور مقاصد ہیں وہاں سب سے بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ لوگوں کو ایک مرتبہ یہ علم ہو جائے کہ وہ اپنے کاروبار میں کون کون سے غلط اور ناجائز طریقے اختیار کر رہے ہیں اور اس کے برعکس انہیں

کونسا مسنون طرزِ عمل اپنانا چاہئے تاکہ نہ صرف وہ اس دنیا میں کامیاب ہو جائیں بلکہ آخرت کے عذاب سے بھی بچ جائیں اور راقم کو بھی اس کام میں معاونت کرنے کا اجر ملے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرے اسے اس قدر ثواب ہے جس قدر اس کی اتباع کرنے والے کو ہوگا، ان (اتباع کرنے والوں) میں سے کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے کسی گمراہی کی طرف راہنمائی کی تو اسے اس قدر گناہ ہوگا جس قدر اس کی اتباع کرنے والوں کو ہوگا، اس وجہ سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی''۔ (مسلم: 2674، ابوداؤد: 4609)

اُمید ہے کہ یہ کاوش اسلامی اصولوں کے مطابق خرید وفروخت اور ملازمت ونوکری کرنے کے لئے لوگوں کی رہنما اور باہمی لین دین کی خرابیوں کی اصلاح کا مفید ذریعہ ثابت ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عامۃ الناس کے لئے نافع بنائے اور میرے لئے اور اس کتاب کی تیاری میں جن جن حضرات نے معاونت کی، ان کے لئے اس کتاب کو دنیا اور آخرت میں اجر کا باعث بنا دے۔ (آمین)

والسلام الداعی الی الخیر محمد عمر خان

تاجر حضرات کی موجودہ صورتحال

خراب اور عیب دار مال کو دھوکا دے کر فروخت کر دینا ، کم سمجھ اور نا تجربہ کار گاہکوں کو ٹھگ لینا، نقلی کو اصلی بتا دینا، غیر مشہور کمپنی کے مال کو مشہور کمپنی کے نام سے بیچنا، پرانے مال کو نیا بتا کر نئی قیمت میں فروخت کر دینا، مہنگا بیچنے کے لئے مال کو روک لینا تا کہ لوگ مجبور ہو کر زیادہ دام دے کر خریدیں، بہت زیادہ نفع لے کر بیچنا، نقلی لیبل لگا دینا آج کل کامیاب تجارتی گُر سمجھے جاتے ہیں اور ان باطل طریقوں سے اجتناب کرنے والے تاجروں کو معاشرے میں بیوقوف، کم عقل، بھولا، جدید طریقہ تجارت سے نا آشنا اور ناکام سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح خرید و فروخت کی مصروفیت میں ''نماز باجماعت'' کی پروانہ کرنا، ''زکوٰۃ'' صحیح حساب کئے بغیر ایک رسم (Formality) پوری کرنے کیلئے کسی کو دے دینا، ''حج'' کی استطاعت ہو جانے کے باوجود حج نہ کرنا جبکہ مال کی فراوانی کی وجہ سے اپنا پیسہ گناہوں اور اسراف کے کاموں میں خرچ کرنا، شادی بیاہ و دیگر تقریبات میں بے جا مال اڑانا، صاحب ثروت ہونے کی وجہ سے تکبر و فخر میں مبتلا ہو جانا، غریبوں مزدوروں کو حقیر سمجھنا، نیکی کی بجائے فواحش اور گناہوں میں مبتلا ہو جانا آج کل کی تاجر برادری کی عام عادات و اقدار ہیں جبکہ اسلام کی تعلیمات اس کے بالکل برعکس ہیں۔

مومن تاجر......اللہ کی نظر میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور آنکھوں کے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی (اور وہ یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزاء دے اور مزید اپنے فضل سے نوازے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (24:النور: 38-37)

نوٹ یعنی اللہ کے ذکر، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے بالمقابل وہ کسی بڑے سے بڑے دنیوی فائدے کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت بازار والوں کے بارے میں (جو تجارت و دکانداری میں لگنے کے باوجود غافل نہیں ہوتے) نازل ہوئی ہے

ایک روز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بازار سے گزرے تو نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگوں کو دیکھا کہ دکانیں بند کر کے مسجد کی طرف جا رہے ہیں تو فرمایا انہی لوگوں کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

(تفسیر القرآن لعبدالرزاق الصنعانی: 2051(3))

دو صحابیوں کا اذان سننے کے بعد کا عمل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں دو صحابی تھے ایک تجارت کرتے دوسرے لوہار تھے اور تلواریں بیچتے تھے۔ تاجر صحابی کا یہ حال تھا کہ سودا تولتے وقت اذان کی آواز کان میں پڑ جاتی تو وہیں ترازو کو چھوڑ کر نماز کے لئے تیار ہو جاتے۔ دوسرے صحابی کا یہ حال تھا کہ ہتھوڑا اٹھائے ہوئے ہوتے اور کان میں اذان کی آواز آ جاتی تو وہیں پیچھے ہتھوڑا چھوڑ کر نماز کے لئے چل دیتے یعنی اذان کی آواز کے وقت جو ہتھوڑا اٹھائے ہوئے ہوتے اس سے کام نہ لیتے۔ ان دونوں حضرات کے بارے میں مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر قرطبی: 279/12)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی دکان مسجد کے دروازے کے پاس تھی، انہوں نے فرمایا کہ میں روزانہ تین سو دینار کماتا ہوں، میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حلال نہیں مگر میں یہ دکانداری صرف اس لئے کرتا ہوں تاکہ نماز کے وقت اسے چھوڑ کر نماز میں جاؤں اور ان لوگوں میں شمار ہوں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

یہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں کوئی کاروبار اور تجارت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم، حدیث: 14648)

سچے اور ایماندار تاجروں کے لئے انعاماتِ الٰہی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سچائی کے ساتھ تجارت کرنے والے کو جنت میں جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ (کنز العمال: 9219، ابن النجار)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سچائی و امانتداری سے تجارت کرنیوالا تاجر قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء کیساتھ ہونگے۔ (ترمذی: 1209، ابن ماجہ: 2139)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو

آدمی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا وہ سچا تاجر ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 36043)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
سچائی سے تجارت کرنے والا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا۔ (الترغیب والترہیب۔ لقوام السنۃ ابوالقاسم الاصبہانی: 794)

متقی تاجروں کا انجام

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے سوائے ان تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ اختیار کیا (یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچے رہے) اور نیکی اختیار کی یعنی لوگوں کو پورا حق دیا اور سچائی کے ساتھ معاملہ کیا۔ (ترمذی: 1210)

نوٹ آج کل یہ بات عام ہوگئی ہے کہ دکان دار مال فروخت کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ خلاف واقعہ بات کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً ”یہ مال کہیں اور سے نہیں ملے گا“ حالانکہ وہ دوسری جگہ مل رہا ہوتا ہے یا یہ کہ ”ہم آپ سے کوئی نفع نہیں لے رہے ہیں“ حالانکہ نفع کما رہے ہوتے ہیں یا ”صرف یہ ایک پیس بچا ہے اگلی دفعہ مہنگا آئے گا، یہ پچھلے ریٹ پر ہی دے رہے ہیں“ حالانکہ سٹور/گودام میں مزید شے موجود ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ، جبکہ یہ ہماری تمام باتیں جھوٹ

میں شمار ہو رہی ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کا بھی نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک سچا و دیانت دار تاجر بننے کے لئے ان باتوں سے بچنا ضروری ہے۔ ایک مومن کو اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ ان باتوں، دعووں سے کاروبار نہیں بڑھے گا بلکہ فقط اللہ کی رحمت، اُس کا حکم، اُس کی مدد اور اس کے فضل سے اشیاء فروخت ہوں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی گاہک کے دل میں کسی چیز کو خریدنے کا ارادہ یا رجحان، دکان کا انتخاب اور مخصوص قیمت پر شے کو خریدنے کی آمادگی صرف اور صرف اللہ ہی کے حکم سے پیدا ہوتی ہے۔ اس بات کا مشاہدہ اکثر بازار میں ہوتا ہے کہ بازار میں ایک ہی شے کو ایک ہی قیمت پر فروخت کرنے والے بہت سے دکان دار ہوتے ہیں۔ ایک ہی کمپنی کی ہوتی ہے مگر ایک دکان پر گاہکوں کا بے حد رش ہوتا ہے باقی پر نہیں ہوتا۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر نمک بھی مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو۔ اگر جوتے کا تسمہ مانگنا ہو تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگو۔

(ترمذی: (8) 3604)

☆ دوران تجارت ہم ہر لحاظ سے حق گوئی سے کام لیں، اپنے قول و فعل کو ہر طرح کے جھوٹ اور دھوکا سے پاک رکھیں اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے صرف اسی سے کاروبار میں برکت کی دعا کریں تو دنیا بھی سنورے گی اور آخرت بھی (ان شاء اللہ)۔

تاجروں کو اسلامی اصولِ تجارت کا علم حاصل کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لَا یَبِعْ فِیْ سُوْقِنَا اِلَّا مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِی الدِّیْنِ ہمارے بازاروں میں وہی خرید و فروخت کرے جسے دین (اسلامی اصولِ تجارت) کی سمجھ ہو۔ (ترمذی: 487)

بہترین کمائی کن تاجروں کی ہے؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
بہترین کمائی ان تاجروں کی ہے جن میں یہ باتیں ہوں۔

1. جب بولیں تو سچ بولیں
2. جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کریں
3. جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں
4. جب سامان خریدیں تو خواہ مخواہ اس کی مذمت اور نقائص بیان نہ کریں
5. جب اپنا مال فروخت کریں تو اس کی تعریف بڑھا چڑھا کر نہ کریں
6. جب اُن سے مطالبہ کیا جائے تو دینے میں ٹال مٹول نہ کریں
7. اور ان کا حق دوسرے پر ہو تو سختی نہ کریں۔ (شعب الایمان: 4513)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ؟ سب سے پاکیزہ کمائی کون سی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ

عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ

آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر بیع مبرور (یعنی وہ تجارت اور خرید و فروخت جو شرعاً درست ہو اور اس میں رب کی نافرمانی کے طریقے اختیار نہ کیئے جائیں) (مسند احمد: 17265)

قیامت کے دن اکثر تاجر فاسق و فاجر ہونگے

اسماعیل بن عبید کی روایت میں ہے کہ ان کے دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں عیدگاہ کی جانب نکلے تو لوگوں کو خرید وفروخت کرتے ہوئے پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے تاجروں کی جماعت'' تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب متوجہ ہو گئے اور اپنی نگاہوں کو اور اپنی گردنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اٹھا لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت سنو!'' اکثر تاجر لوگ قیامت کے دن فاسق و فاجر اور گنہگار ہو کر اٹھیں گے ہاں مگر (وہ نہیں) جو گناہوں سے بچتا رہا اور سچائی سے کام لیتا رہا''۔ (ترمذی: 1210، ابن ماجہ: 2146)

تاجروں کو بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی انہیں قیامت کے دن کے خطرے سے آگاہ فرما دیا ہے۔

حلال یا حرام کی پروانہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان سے کہیں: ”تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے اتارا تھا اُس میں سے تم نے خود ہی کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھہرالیا“۔ اِن سے پوچھیں اللہ نے تم کو اس کی اجازت دی تھی؟ یا تم اللہ پر جھوٹ گھڑ رہے ہو۔ (10:یونس:59)

یعنی بعض تاجر حضرات دل میں یہ محسوس کر لیتے ہیں کہ وہ ناجائز اور حرام کام کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اس سے نہیں رکتے۔

★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور دل میں تردد پیدا کرے چاہے لوگ (اس کے صحیح / جائز ہونے کا) تمہیں فتویٰ ہی کیوں نہ دیں۔ (مسند احمد: 18001)

★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حلال کو اختیار کرو اور حرام کو چھوڑ دو۔ (سنن کبری للبیہقی: 10404)

جزوی حرام اشیاء کی خرید وفروخت کا جائز ہونا

جو اشیاء جزوی طور پر حرام ہیں ان کی خرید وفروخت جائز ہے۔ جیسے

ریشمی لباس اور سونا پہننا مردوں کے لئے حرام جبکہ عورتوں کے لئے حلال ہے تو ایسی اشیاء کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے جو کلی طور پر حرام نہ ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ریشمی ﴿جُبَّہ﴾ (لباس) دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پہنا ہوا ہے تو فرمایا کہ "میں نے اسے تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہن لو، اسے تو وہی لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، میں نے تو اس لئے بھیجا تھا کہ تم اسے (بیچ کر) فائدہ اٹھاؤ"۔ (بخاری 2104)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ ریشمی جبہ دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا (مسلم 2070)

اللہ تعالیٰ کی منع کردہ حدود اور مشتبہات

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حلال بھی بالکل ظاہر ہے اور حرام بھی بالکل ظاہر ہے ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن سے بہت سے لوگ ناواقف ہیں۔ پس جو شبہ والے امور سے بچ گیا وہ اپنے دین اور عزت کو بچا لے گیا اور جو شبہ والے امور میں پڑا وہ حرام میں بھی پڑ جائے گا۔ جیسے وہ چرواہا جو کسی کی چراگاہ کے آس پاس اپنی بکریوں کو چراتا ہے اس کی بکریاں ممنوع چراگاہ میں جانے کے

قریب ہوتی ہیں، سنو! کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ (یعنی منع کردہ ایک حد) ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ (یعنی منع کردہ حدود) اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ (بخاری: 52، مسلم: 1599)

نوٹ "مشتبہات" یعنی شبہ والے امور سے بیشتر لوگ ناواقف ہونے کی وجہ سے بے پروائی برتتے ہوئے اس کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ آج کل عام افراد کی ایک کثیر تعداد اور خصوصاً بظاہر دین پر عمل کرنے والے بھی ایسی تاویلوں اور توجیہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ مشتبہ کاموں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد حرام کی جرأت ہو جاتی ہے اور حرام کے مرتکب ہو جاتے ہیں، اس لئے جس چیز سے دل میں کھٹک پیدا ہو اس سے بھی بچنا چاہئے دراصل حرام کردہ چیزیں ہی اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ط

یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں سو ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ (2: البقرة: 187)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑیگا اور محرمات کی خلاف ورزی کریگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے شدید وعید بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾

ترجمہ اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے، وہ اسے آگ میں داخل کرے گا، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ (4: النساء: 14)

☆ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سن کر یاد کر رکھا ہے کہ شک و شبہ والی چیزوں کو چھوڑ دو۔ جس میں شک نہ ہو اسے حاصل کرو۔ سچائی میں اطمینان ہے اور جھوٹ میں پریشانی ہے (ترمذی 2518)

نوٹ یہ دنیا دار الامتحان ہے یہاں انسان کے سامنے دونوں راستے کھلے ہیں۔ حرام کا بھی اور حلال کا بھی! جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ہم نے انسان میں خیر اور شر دونوں الہام (Penetrate) کر دیئے ہیں۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝٨ (91: الشمس: 8)

"پس نفس انسانی پر الہام کر دی فجور (بدی) اور اس کی پرہیز گاری (یعنی تقویٰ)"۔ ------ لہٰذا ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ حلال کا راستہ اختیار کرے اور حرام سے بچے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی مال لینے میں اس بات کی کوئی پروا نہیں کرے گا کہ اس نے مال حرام طریقہ سے لیا ہے یا حلال طریقہ سے۔

(بخاری: 2059، مسند احمد: 9620)

نوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس زمانے کی بات کی ہے، وہ زمانہ اس وقت آ چکا ہے کیونکہ معاشی طور پر پریشانی وافراتفری بڑھ رہی ہے، نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ہر کوئی اپنی معاشی پریشانی دور کرنے کی فکر میں ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں ایک مومن کا اسلامی شریعت پر قائم رہ کر اور خواہش نفس کے خلاف جنگ کر کے حلال کمائی کے ساتھ زندگی بسر کرنا ایک مشکل ترین کام ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی خیر خواہی وہمدردی کے لئے پہلے ہی آگاہ فرما دیا تھا کہ ایسے وقت کے آنے پر ہمت نہ چھوڑ بیٹھنا بلکہ ان حالات سے مقابلہ کر کے اپنے رزق کو حرام سے بچانا ہے اور حلال رزق حاصل کرنا ہے۔

تھوڑے حرام کا بڑا نقصان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے دس درہم کا ایک کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہوا تو جب تک اس آدمی کے بدن پر وہ کپڑا رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہیں کرے گا۔ (مسند احمد 5732)

نوٹ یہ حرام مال زہر کی مانند ہے جس کے چند قطرے اگر ایک بالٹی پانی میں ڈال دیئے جائیں تو وہ زہر اپنا اثر دکھانے کے لئے کافی ہے۔ اگر لباس، کھانے، پینے، گھر اور جائیداد میں تھوڑا سا بھی ناجائز مل گیا تو اس کی برکت جاتی رہے گی اور اس کے استعمال کے دوران کی گئی عبادت اللہ تعالی

کے ہاں قبول نہ ہوگی۔

ایک حرام لقمے کے اثرات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ایک لقمہ حرام کھائے اُس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کی جائے گی اور نہ چالیس دن کی دعا قبول کی جائے گی، جس گوشت کی پرورش حرام سے ہوئی وہ جہنم کے زیادہ لائق ہے، حرام کے ایک لقمہ سے بھی گوشت بن جاتا ہے۔ (دیلمی: 5853)

نوٹ دراصل جو رزق ہم جس نیت، ارادے، قول اور عمل سے کماتے ہیں پھر اُسی رزق کو ہم کھاتے پیتے اور استعمال کرتے ہیں۔ اسی غذا سے پھر ہمارا خون بنتا ہے وہی خون ہماری رگوں میں دوڑتا ہے اور وہی خون دل دماغ میں جاتا ہے پھر ویسا ہی ہمارا ذہن اور سوچیں بنتی ہیں۔ جیسی سوچیں ہوتی ہیں ویسے ہی ہمارا قول ہوتا ہے اور پھر ویسے ہی اعمال ہوتے ہیں، ویسے ہی ہمارا اخلاق اور کردار ہوگا۔ اور پھر آخرت میں انہی اعمال کی بنیاد پر جنت اور جہنم کا فیصلہ ہوگا، اسی لئے کسی بداخلاق اور بدکردار شخص کو دیکھ کر ہم اکثر اس کے لئے ''بدمعاش'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یعنی اس کا معاش ''بد'' ہے اسی لئے اس کی اخلاقی حالت اتنی پست ہے۔ حالانکہ ہمیں اس کے معاش کے متعلق

کوئی تفصیل معلوم نہیں ہوتی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ جسم جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو۔

(مسند ابی یعلیٰ موصلی:83)

نوٹ "حرام مال" سے مراد ہر وہ مال ہے جو کسی بھی ایسے کام و کاروبار سے حاصل کیا گیا ہے جو شرعاً منع ہے۔ مثلاً سودی کاروبار، شراب کا کاروبار، چوری، ڈکیتی کا پیسہ، مردار کی چربی کی تجارت، طوائف، زنا کی اجرت وغیرہ۔

حرام مال، دعا کی قبولیت میں رکاوٹ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں اس آدمی کا ذکر فرمایا جس نے طویل سفری مسافت طے کی ہو، پریشان حال ہو، دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرتے ہوئے...... یارب! یارب! پکار رہا ہو، مگر اُس کا کھانا حرام، اُس کا پینا حرام، اُس کا لباس حرام اور اس نے حرام غذا سے پرورش پائی، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔

(مسلم: 1015)

رزق کی پاکیزگی، دعا کی قبولیت کا سبب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعا فرما دیجئے اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنا دیں، (یعنی میری دعائیں قبول ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ! اپنے کھانے پینے کو پاکیزہ کرلو (یعنی اپنے آپ کو حرام کمائی سے بچالو) تو تمہاری دعا قبول ہوگی۔

(المعجم الاوسط: 6495)

نوٹ آج امت مسلمہ ہر طرف سے بحرانوں میں گھری ہوئی ہے، اجتماعی و انفرادی پریشانیوں میں مبتلا ہے انفرادی طور پر اور لاکھوں افراد کے اجتماعات میں مسلسل دعائیں مانگی جارہی ہیں مگر اثر نظر نہیں آتا، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہمارے کاروبار اور رزق و روزی میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہو چکی ہے۔ مندرجہ بالا دونوں احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صراحتاً فرمادیا کہ دعا کی قبولیت کا بنیادی تعلق رزق حلال سے ہے، اگر اپنی دعائیں قبول کروانی ہیں، اللہ تعالیٰ سے اپنے مسائل حل کروانے ہیں تو اپنے رزق و روزی کے معاملات پر توجہ دو اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ احکامات کے مطابق حلال و پاکیزہ بناؤ۔

پاک اور ناپاک یکساں نہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ پاک اور ناپاک بہرحال یکساں نہیں ہیں خواہ ناپاک کی بہتات تمہیں کتنا ہی فریفتہ کرنے والی ہو۔ (5:المائدہ:100)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی ہی کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ؕ51

اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، یقیناً جو تم کرتے ہو، میں اسے خوب جاننے والا ہوں۔ (23: المومنون: 51)

اور مومنوں سے خطاب فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝172 (2: البقرۃ: 172)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں، انہیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ (مسلم: 1015)

حرام کمائی سے کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو گناہ کے ذریعہ مال حاصل کرے پھر اس سے رشتہ داروں کے

ساتھ حسن سلوک کرے، صدقہ وخیرات کرے یا راہِ خدا میں خرچ کرے تو ایسا مال برکت سے خالی ہوگا اور اگر وہ چھوڑ کر مرا تو اس کے جہنم کے سفر میں زادراہ بنے گا۔ نیز اس کا یہ سب مال جمع کر کے اس آدمی کو اس مال سمیت دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعے سے نہیں مٹاتا ہے بلکہ برے عمل کو اچھے عمل سے مٹاتا ہے۔ خبیث، خبیث کو نہیں مٹاتا۔

(مسند احمد: 3672)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی اور نہ ہی خیانت (چوری، غصب وغیرہ) کے مال سے صدقہ قبول کیا جاتا ہے"۔

(مسلم: 224، ترمذی: 1، ابن ماجہ: 272)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ آدمی ہرگز بھلا نہ لگے اور اس آدمی پر ہرگز رشک نہ کرو جس نے مال حرام کمایا کیونکہ اگر اسے یہ صدقہ خیرات کرے گا تو قبول نہیں ہوگا (یعنی ثواب نہیں ہوگا) اگر اپنے پاس رکھے گا تو برکت سے خالی ہوگا اور اگر اسے چھوڑ کر مرجائے تو یہ مال اس کے لئے دوزخ کا توشہ بنے گا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: 10111)

نوٹ برائی سے نیکی نہیں کی جاتی بلکہ نیکی سے نیکی کمائی جاتی ہے اور نیکی سے برائی ختم کی جاتی ہے۔ کبھی گندے کپڑے کو میلے اور گندے پانی سے نہیں دھویا جاتا بلکہ صاف پانی سے دھویا جاتا ہے۔ مال جو شرع کے خلاف ہو مثلاً رشوت، سود، چوری کا مال، خواہ حکومت کا چوری کیا ہو یا عام پبلک کا، بہر حال دھوکا دے کر، جھوٹ بول کر جو بھی مال حاصل کیا گیا ہو اسے نیکیوں میں خرچ کرنیکا کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ الٹا وہ مال دنیا و آخرت کی تباہی کا باعث بنے گا۔

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کی فروخت پر پابندی

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور نجومی کی اجرت سے منع فرمایا ہے''۔ (بخاری 2237)

قرآن مجید میں کئی جگہوں پر حرام چیزوں کی کچھ مخصوص قسموں کا ذکر آتا ہے مثلاً کھانے کی اشیاء میں حرام کردہ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ

ترجمہ تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹنے والا جانور اور جسے چوٹ لگی ہو اور بلندی سے گرنے والا اور جسے سینگ لگا ہو اور جسے درندے نے کھایا ہو، مگر سوائے اُسکے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا ہو، اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز یہ بھی تمہارے لئے ناجائز ہے کہ تم تیروں کے ساتھ قسمت معلوم کرو۔ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔ (5:المائدہ:3)

نوٹ لیکن یہ یاد رہے کہ سخت ضرورت کے وقت خون کی خرید و فروخت درست ہے اور بالعموم مجبوری و تنگی میں ہی خون کی خرید و فروخت ہوتی ہے، خوشی و آسانی میں نہیں۔ اسی طرح یہ بھی واضح رہے کہ دو خون ایسے ہیں جن کی خرید و فروخت درست ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حلال قرار دیا ہے اور وہ ہیں ''جگر'' اور ''تلی''۔ (ابن ماجہ: 3314، مسند احمد: 98/2)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ اللّٰهَ اِذَا حَرَّمَ شَيْئاً حَرَّمَ ثَمَنَهُ**

جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کسی قوم پر کھانا حرام کر دیتے ہیں تو اس کی قیمت بھی حرام ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد: 3488، سنن الدار قطنی: 2518)

(لہٰذا حرام شے کو بیچ کر قیمت حاصل کرنا درست نہیں)

نوٹ دراصل جس چیز کا کھانا اور استعمال کرنا حرام ہے اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہو جاتی ہے جیسے خنزیر، خون، شراب، مورتی اور بت جس کی پوجا کی جائے ان تمام چیزوں کا استعمال کرنا، ان کی تجارت بھی ، ان کی فروخت سے حاصل شدہ رقم بھی حرام ہے۔

حرام کے حکم میں مختلف نوعیتیں ہیں، بعض چیزیں عین حرام ہیں جیسے خنزیر اور شراب وغیرہ۔ ان سے کسی طرح کا نفع حاصل کرنا بھی حرام ہے۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں حرمت کا تعلق کسی خاص پہلو سے ہے، جیسے گدھا، کتا وغیرہ۔ ان کا کھانا حرام ہے مگر نقل وحمل اور حفاظت وشکار کے لئے منافع حاصل کرنا حلال ہے۔

اسی طرح مردار کا کھانا حرام ہے تو اس کا فروخت کرنا بھی حرام ہے۔ بعض لوگ اپنے بدن کا خون ہسپتال میں بیچ دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

اسی طرح خون کا خریدنا بھی حرام ہے البتہ اس وقت مجبوری میں جائز ہے جب خون لگائے بغیر مریض کی جان خطرہ میں پڑ جائے۔

مردار کی خرید وفروخت

مردار کی خرید وفروخت کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے لیکن دو مردار ایسے ہیں جن کو کھانا بھی حلال ہے اور ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے اور وہ

ہیں ''مچھلی'' اور ''ٹڈی دل''۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو مردار ہونے کے باوجود حلال قرار دیا ہے۔
(بخاری 5495 4361 ابن ماجہ:3314، مسند احمد:97/2 بیہقی:254/1)

نوٹ مردار کی کسی چیز سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں بشرطیکہ جسے کوئی دلیل خاص کردے۔ مثلاً رنگا ہوا چمڑا وغیرہ (کیونکہ دلیل کے ذریعے ثابت ہے کہ مردار کا چمڑا رنگ دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔ (مسلم:366 ابن ماجہ:3609)
لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اور جب اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے تو اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے) (نیل الأوطار:58/3)

حرام تجارت کی مختلف صورتیں

کسی ایسے شخص کو خالی (Blank) سی ڈیز (CDs) بیچنا جو ان پر شرکیہ یا فحش مواد ریکارڈ کر کے فروخت کرتا ہو۔

- اُن لوگوں کو زمین فروخت کرنا جو اس پر سینما ہال، رقص وسرود یا جوئے کا اڈہ وغیرہ بنانا چاہتے ہوں۔
- سینما وغیرہ بنانے والوں کو سیمنٹ، ریت، بجری، شیشہ اور لکڑی وغیرہ فروخت کرنا۔
- اُن لوگوں کو اسلحہ فروخت کرنا جو اسکے ناجائز استعمال کا ارادہ رکھتے ہوں۔

- ایسے شخص کو انگور بیچنا جو اس سے شراب بنانے کا ارادہ رکھتا ہو۔
- ایسے شخص کو زہریلی دواء فروخت کرنا جو خودکشی یا کسی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔
- رمضان میں دن کے وقت ایسے شخص کو کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرنا جو روزہ توڑنے اور ماہ رمضان کی حرمت وتقدس کو پامال کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔۔۔۔غرض ہر وہ تجارت، جو کسی بھی طرح گناہ کے کام میں معاون بنے، وہ ممنوع ہے۔

حلال کمائی کی برکات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 1 جو حلال کمائی سے مال حاصل کرے تاکہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچے 2 بیوی بچوں کے لئے مشقت اٹھائے 3 پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی چاہے، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

(بیہقی فی شعب الایمان: 9889، مسند زید: 323)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو حلال و پاک روزی کھائے، سنتوں پر عمل کرے اور لوگوں کو اذیت وتکلیف پہنچانے سے بچا رہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی 2520)

حلال کمائی کی کوشش کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
فرائض کے بعد حلال کمائی کا حاصل کرنا فرض ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی 8367)

نوٹ یعنی انسان صرف حلال کمائی ہی کو فرض نہ سمجھے بلکہ یہ کمائی کرتے ہوئے دیگر فرائض مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بھی ادا کرے پھر اس کمائی کا فرض صحیح طور پر ادا ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ بعض لوگ اپنے فرائض مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تو کرتے ہیں لیکن حلال کمائی کی بجائے فارغ رہتے ہیں اور کوئی کام نہیں کرتے اس طرح وہ دوسرے پر بوجھ بنتے ہیں تو یہ طرز زندگی بھی غلط ہے۔ عبادات کے ساتھ اپنے معاشی و معاشرتی فرائض کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حلال کمائی کی کوشش کرنا جہاد ہے۔ (مسند الشہاب للقضاعی 82)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یہ محبوب ہے کہ وہ اپنے بندے کو حلال کمائی کی مشقت میں دیکھے۔

(کنز العمال: 4/4 بحوالہ دیلمی)

نوٹ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندے کو لازماً مشقت میں ڈال کر ہی رزق دیتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ حرام خوری اور تن آسانی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے بلکہ کوشش اور محنت کرنے والا اللہ کا محبوب ہے۔ بہت سے غیر کاروباری لوگوں کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ وہ کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ چنانچہ معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے غلط طریقے اختیار کر لیتے ہیں اور اس کو عار نہیں سمجھتے۔

اللہ کا راستہ یا شیطان کا راستہ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول میں بہت متحرک ہے اور پوری دلچسپی لے رہا ہے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اس کی یہ دوڑ دھوپ اور دلچسپی اللہ کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لئے کوشش کر رہا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگی اور اگر اپنی ذات کے لئے کوشش کر رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگی البتہ اگر اس کی یہ محنت

زیادہ مال حاصل کر کے لوگوں پر برتری جتانے اور لوگوں کے دکھانے کیلئے ہے تو یہ ساری محنت شیطان کی راہ میں شمار ہوگی"۔ (المعجم الاوسط للطبرانی 6835)

☆ ایک اور جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ وَوَلَدِهٖ وَخَادِمِهٖ فَهُوَ صَدَقَةٌ

مومن آدمی اپنی ذات پر اپنی بیوی پر اپنے بچوں پر اور اپنے ملازموں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ سب صدقہ اور عبادت ہے جس پر اسے اجر ملے گا۔ (ابن ماجہ 2138)

نوٹ مومن کی پوری زندگی عبادت ہے اس کا ہر کام باعث اجر وثواب ہے۔ اسلام میں زہد وتقویٰ اور عبادت کا جو وسیع تصور ہے وہ مندرجہ بالا احادیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔

اہل وعیال کے کھانے پینے کی فکر نہ کر کے آزاد گھومنا جہالت ہے اور ان کے خرچہ کی فکر کر کے کمائی کرنے کی مشقت کو برداشت کرنا جہاد کی طرح ہے، اس میں ترغیب ہے کہ شریعت کے مطابق اہل وعیال کے لیے روزی کمانا صرف دنیا ہی نہیں بلکہ "دین" بھی ہے۔ مگر یہ فضیلت حاصل کرنے کی شرط یہی ہے کہ کوشش کا دائرہ جائز حدود سے باہر نہ ہو اور دوسرے دینی فرائض پر غالب نہ آجائے۔

ہاتھ کی کمائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حلال کمائی جہاد ہے اور اللہ تعالیٰ دستکار بندے کو پسند فرماتے ہیں۔

(اصلاح المال لابن ابی الدنیا: 204)

★ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی سے بہتر کسی نے نہیں کھایا جس نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا۔

★ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی محنت سے کھاتے تھے (بخاری 2072)

★ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے (مسلم: 2379، ابن ماجہ: 2159)

نوٹ یعنی آدمی رزق حلال کے لئے جو مشقت اٹھاتا ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، لیکن یہ خیال رہے کہ اسطرح کی بشارتوں میں گناہوں سے مراد وہ چھوٹی موٹی کوتاہیاں اور صغیرہ گناہ ہیں جو نہ تو حقوق العباد غصب کرنیکی قسم سے ہیں اور نہ حقوق اللہ کے ضیاع میں سے اور نہ ہی گناہ کبیرہ میں سے ہیں۔ ایسی بشارتوں کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آزادی مل گئی ہے جو مرضی کرتے پھرو، سب حلال کمائی کی مشقت کی وجہ سے معاف ہو جائے گا۔ مشقت پر اجر وثواب اس وقت ملے گا جبکہ اس نے یہ کام شریعت کے مطابق کیا ہوگا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کئے ہونگے

اگران کے بغیر مشقت اٹھاتا رہا تو پھر اللہ کی محبت اور مغفرت کا کیا سوال؟ یعنی مال کمانے میں بہت کوشش کی مگر نماز، زکوٰۃ اور دیگر دینی فرائض کی پروانہ کی تو ایسی جدوجہد خسارہ ہی خسارہ ہے کہ دنیا کے لئے آخرت کا نقصان کرڈالا۔ ہاں! اگر اپنی استطاعت کے مطابق فرائض ادا کئے اور رزق حلال کمانے میں بھی لگا رہا تو یہ محنت اس کی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا کفارہ بن جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

ملاوٹ اور دھوکا بازی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن ہر دھوکے باز کیلئے ایک جھنڈا ہوگا، کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی دھوکے بازی ہے“۔ (بخاری: 3186 مسلم: 1735)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ملاوٹ کی وہ ہمارے طریقے پر نہیں اور دھوکا اور فریب دینے والا آگ میں ہوگا“۔ (مسلم: 102 الطبرانی فی الکبیر: 10234)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں، مکر اور دھوکا جہنم میں ہے۔ (یعنی مکر اور دھوکا دینے والا جہنمی ہے) (المعجم الکبیر للطبرانی: 10234)

باطل طریقے کون سے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ
اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ البتہ آپس کی رضا مندی کے ساتھ لین دین ہونا چاہیے۔ (4:النساء:29)

"آپس کی رضا مندی" سے مراد آزادنہ اور جانی بوجھی رضا مندی ہے، کسی دباؤ، دھوکے یا فریب پر مبنی رضا مندی کا نام رضا مندی نہیں ہے۔

★ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ
لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۱۸۸

اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے اُن کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔ حالانکہ حقیقت حال تمہیں معلوم ہوتی ہے (2:البقرة 188)

نوٹ اصطلاحاً اہل علم نے ہر اس کام کو باطل کہا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور جو کام بھی خلاف شرع ہے اور کچھ نے باطل کی تعبیر حرام کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ امام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَالَمْ تُبِحْهُ الشَّرِيْعَةُ ''جس کام کی شریعت نے اجازت نہیں دی (وہ باطل ہے)''۔

(تفسیر الکشاف: 401/1)

☆ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ (تفسیر بیضاوی 447/1)

☆ علامہ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ﴿وَالْمُرَادُ بِالْبَاطِلِ مَايُخَالِفُ الشَّرْعَ﴾ ''باطل سے مراد ہر وہ کام ہے جو شریعت کے خلاف ہے''۔ (تفسیر ارشاد العقل السلیم: 71/2)

☆ امام خازن رحمۃ اللہ علیہ نے باطل کی توضیح ان لفظوں میں فرمائی ہے کہ اَلْحَرَامُ الَّذِیْ لَایَحِلُّ فِی الشَّرْعِ ''ہر ایسا حرام کام جو شریعت میں حلال نہیں''۔ (تفسیر لباب التاویل: 73/2)

☆ جیسا کہ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو بیان کیا ہے کہ ایک شخص اگر کسی دوسرے شخص سے کپڑا خریدتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ اگر یہ کپڑا تمہیں پسند آ گیا تو اسے اپنے پاس رکھ لینا اور اگر پسند نہ آیا تو اسے واپس کر دینا لیکن اس کے ساتھ تمہیں ایک درہم بھی

واپس کرنا ہو گا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے کہ

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (2:البقرہ:188)

تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ۔

(تفسیر ابن کثیر: 267/2)

علامہ ابوبکر الجزائری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باطل طریقے سے مال کھانے میں چوری، دھوکا، جوا، سود اور دیگر متعدد حرام طریقے شامل ہیں۔

(ایسر التفاسیر: 254/1)

نوٹ باطل طریقے میں مال کھانے کا ہر وہ طریقہ شامل ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ جیسے دھوکا، رشوت، جوا، ذخیرہ اندوزی کے ذریعے قیمتیں بڑھانا اور سودی لین دین تمام تجارت کی حرام صورتیں وغیرہ۔ خرید وفروخت کی اشیاء میں ملاوٹ کر کے مال حاصل کرنا، مزدوروں سے کام لینا اور ان کی اجرت کھا جانا یا مزدوروں کا کسی کام کی مکمل اجرت لینا لیکن اس کے عوض پورا کام نہ کرنا بھی حرام کھانا اور باطل ہے۔

☆ اُن لوگوں کا زکوٰۃ، صدقات، اوقاف اور وصیتوں کا مال کھا جانا بھی حرام کھانے میں شامل ہے جو مستحق نہیں یا وہ مستحق تھے مگر انہوں نے اپنے حق سے زیادہ وصول کیا۔

☆ ہر وہ کام جس سے دوسرے کا مالی نقصان ہو جیسے چوری، ڈاکہ، غصب، غبن وغیرہ، ناجائز ہے۔

☆ سود اور اس کی تمام شکلیں، خواہ یہ سود مفرد ہو، مرکب ہو، ڈسکاؤنٹ ہو، مارک اپ اور مارک ڈاؤن ہو یا خواہ یہ ذاتی قرضے کا سود ہو اور خواہ یہ ربا النسیئہ (مدت کے عوض سود) ہو یا ربا الفضل (ایک ہی جنس میں کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ) ہو، یہ سب حرام ہیں۔

ہر ایسا کام جس میں تھوڑی سی محنت سے کثیر مال ہاتھ آتا ہو۔ جیسے جوا، لاٹری اور سٹہ بازی وغیرہ اور بیمہ پالیسی، ہر وہ لین دین جس میں کسی ایک فریق کا فائدہ یقینی ہو لیکن دوسرے کو خواہ فائدہ ہو یا نقصان۔ ایسے سودے جو محض تخمینہ سے طے کئے جائیں اور ان میں دھوکا کا احتمال موجود ہو۔ وہ بیع جس میں فروخت کرنے والا دھوکا دینے کی کوشش کرے۔ مثلاً عیب چھپانا، جانور کا دودھ ٹیکے لگا کر یا کسی بھی مصنوعی طریقے سے نکال کر بیچنا، ناپ تول میں کمی بیشی کر جانا، دوسرے کو پھنسانے کے لئے بولی چڑھانا وغیرہ' یہ سب باطل ذرائع ہیں، جو حرام ہیں۔

☆ جو اشیاء حرام ہیں ان کی خرید و فروخت جیسے شراب کی سوداگری یا ان اشیاء کی جو شراب خانے میں استعمال ہوتی ہیں، مردار کا گوشت، مجسمے،

فحاشی عریانی پر مشتمل کتب، فحش سی ڈیز اور تصویریں، کسی حرام کاروبار کے لئے دکان یا مکان کرایہ پر دینا، کاہن کی کمائی، فاحشہ کی کمائی، کتے کی قیمت وغیرہ' یہ سب بھی باطل اور حرام کی تعریف میں آتا ہے۔

''جھوٹی قسم'' کی ممانعت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیتا ہے اللہ اس کے لئے دوزخ واجب کر دیتا ہے اور جنت اس کے لئے حرام ہو جاتی ہے''۔ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، اگر چہ یہ حق تلفی بالکل معمولی قسم کی ہو؟ فرمایا ''اگر چہ وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو''۔ (بخاری: 2356، مسلم: 137)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا''۔ میں نے پوچھا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون ہیں؟ وہ تو نامراد ہو گئے اور خسارہ میں رہے''۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

1. تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا۔
2. احسان جتلانے والا اور
3. جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا''۔ (مسلم: 106)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”بازار میں ایک شخص نے ایک سامان دکھا کر قسم کھائی کہ اس کی اتنی قیمت لگ چکی ہے۔ حالانکہ اس کی اتنی قیمت نہیں لگی تھی۔ اس قسم سے اس کا مقصد ایک مسلمان کو دھوکا دینا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (آل عمران 3 77)

بیشک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے بدلہ میں بیچتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ قیامت کے روز نہ اُن سے بات کرے گا، نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (بخاری: 2088)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تاجر ہی گناہ گار ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت اور تجارت حلال نہیں ٹھہرائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، لیکن تاجر اس لئے گنہگار ہیں، کیونکہ یہ قسمیں اٹھاتے، گنہگار ہوتے اور جھوٹ بولتے ہیں“۔

(مسند احمد 15530)

کثرت سے قسمیں کھانے کا نقصان

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے مال کو بیچنے میں کثرت سے قسمیں کھانے سے بچو، یہ چیز وقتی طور پر تو تجارت کو فروغ دیتی ہے لیکن آخرکار برکت کو ختم کردیتی ہے۔ (مسلم 1607)

★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور جگہ فرمایا "قسم کھانے سے اگرچہ مال فروخت ہوجاتا ہے، مگر برکت ختم ہوجاتی ہے"۔ (بخاری: 2087)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ عزوجل چار قسم کے آدمیوں سے دشمنی رکھتا ہے 1 وہ جو قسمیں کھا کر سودا بازی کرتا ہو 2 محتاج جو اکڑباز ہو 3 بوڑھے زانی سے 4 ظلم کرنے والے حاکم سے"۔ (نسائی: 2576)

کاروباری لغزشوں اور خطاؤں کا کفارہ

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! خرید وفروخت میں نامناسب باتیں (جھوٹ اور مبالغہ آمیزی وغیرہ) اور قسم کھا ہی لی جاتی ہے۔۔۔۔ لہٰذا اس کی صفائی صدقہ وخیرات سے کرلیا کرو۔ (ابوداؤد: 3326، ترمذی: 1208)

نوٹ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص کاروبار میں نامناسب باتوں کو بھی جاری رکھے اور ساتھ ساتھ ان کا کفارہ ادا کر کے گناہوں کی صفائی بھی کرواتا رہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ احتیاط اور کوشش کے باوجود انسانی کمزوری کے سبب جو کمی کوتاہی ہو جاتی ہے اسکے ازالہ کی بھی کوشش کرتے رہو۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تلافی کے لئے صدقہ وخیرات کا حکم دیا ہے کہ اس سے کوتاہی کی تلافی بھی ہوگی اور غلط باتوں سے پرہیز کرنے کی عادت بھی بنے گی۔

عیب چھپانا

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بن الاسقع کے بقول کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ''جس شخص نے اپنی عیب دار چیز عیب بتلائے بغیر بیچی وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے''۔ (ابن ماجہ 2247)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو ایسا سامان بیچ دے جس میں عیب ہو، ہاں مگر اسے بیان کر دے اور یہ بھی کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے اپنے سامان کی کسی ایسی بات کو چھپائے جسے وہ جان لیتا تو نہ خریدتا اور چھوڑ دیتا۔ (ابن ماجہ: 2246، مسند احمد: 17451)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''دو خرید وفروخت کرنے والے جب تک جدا

نہ ہوں، مختار ہیں۔ پھر اگر انہوں نے سچ بولا اور صاف گوئی سے کام لیا تو ان کے سودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر وہ عیب وغیرہ چھپا گئے اور جھوٹ بولا تو ان کے سودے سے برکت اٹھالی جاتی ہے"۔ (بخاری: 2079، مسلم: 1532)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک غلہ کے ڈھیر پر گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا "اے غلہ والے! یہ کیا؟" وہ کہنے لگا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بارش ہوگئی تھی۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تو تم نے (اس نم دار غلے کو) ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ سکتے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا "جس نے دھوکا دیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"۔ (مسلم: 102، ترمذی: 1315)

نوٹ یعنی جو مسلمانوں کو اس طرح دھوکا دے وہ میری امت سے نہیں یا ایسا کرنے والا کامل مومن نہیں یا ایمان حقیقی سے محروم ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں تو صرف ایک گندم کی مثال ہے لیکن یہ ایسا اصول ہے جو ہر طرح کے کاروبار میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

آج کل ہمارے کاروباری حضرات کا طریقہ کاروبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ آج کل دکاندار گاہک کی آنکھوں میں دھول

جھونک کر اسے ناقص سودا بیچ دینے کو اپنا بڑا کمال سمجھتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ ایسا دکاندار اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکا رہا ہے۔

آج کل لوگ موبائل، TV، موٹر سائیکل یا گاڑی جب وہ خراب ہو جاتی ہے تو لوگ اسے اس کے مکینک کے پاس لے جاتے ہیں اور عارضی اور سستی اشیاء ڈال کر اس کو وقتی طور پر قابل استعمال بنا لیتے ہیں یا اس شے کا عیب مرمت کے ذریعہ عارضی طور پر چھپا دیتے ہیں اور فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ دوسرے کو دھوکا دینے والی اور گناہ کی بات ہے۔

یہ تمام کام ہم خود کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں، روزی پوری نہیں ہوتی، چین وسکون نہیں رہا، دکان نہیں چل رہی، کسی نے بندش کر دی ہے یا حالات کو قصوروار ٹھہراتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جب کاروبار اور کمائی ہی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کر کے ہو رہی ہو تو برکت و چین وسکون کہاں سے آئے گا۔ کمال یہ ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ دھوکا، جھوٹ اور بددیانتی وغیرہ کرتے وقت کوئی احساس نہیں کرتے جبکہ ہم کبھی بھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ کوئی ہمارے ساتھ یہی سلوک کرے۔

سودے پر سودا کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ "تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی اپنے (مسلمان) بھائی کی شادی کے پیغام پر شادی کا پیغام بھیجے الا یہ کہ (دوسرا شخص) اسے اجازت دے دے۔" (مسلم: 1412)

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلٰى سَوْمِ الْمُسْلِمِ کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے (مسلم 1413، السنن الکبریٰ للبیہقی 10896)

★ یعنی زیادہ رقم کا لالچ دے کر یا طے شدہ سودے میں کسی گاہک کو کم قیمت بتا کر سودا خراب نہ کرے۔

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

1. کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔
2. دو فریقوں کے درمیان خرید و فروخت کی بات طے ہونے کے بعد کوئی تیسرا فریق اس شے کی خرید و فروخت نہ کرے۔
3. مال کو منڈی پہنچنے سے پہلے راستہ میں جا کر نہ خریدے۔ (بخاری 2150)

نوٹ جو لوگ سامان، سبزی، غلہ یا اور کوئی چیز کسی گاؤں یا علاقے سے لا کر فروخت کے لئے منڈی بازار لے جا رہے ہوں تو ان سے منڈی پہنچنے سے

پہلے خرید لینا منع ہے۔ اس لئے کہ ابھی یہ منڈی نہیں گیا ہے اس کا تازہ بھاؤ اس کو معلوم نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص سامان کو قبل از وقت (منڈی کی قیمت سے) زیادہ یا کم قیمت پر خریدنے سے بہت زیادہ نفع یا نقصان حاصل کرلے۔ کیونکہ منڈی میں جب یہ سامان جائے گا تو اس کا بھاؤ مناسب طور پر لگے گا اور وہاں سے مناسب ریٹ میں ہر شخص خرید سکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ہمارا دین نہ تو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جنس اگانے والے کیساتھ کوئی دھوکا ہو اور نہ ہی عام صارف کیساتھ۔ آج کل مارکیٹ میں یہ خرابیاں عام ہیں ان کا سدباب ہمارا اخلاقی اور دینی فریضہ ہے۔

جب کسی شے یا جائیداد کا بھاؤ طے ہو چکا ہو، قیمت طے ہوگئی ہے۔ اب صرف پوری قیمت دینا یا قبضہ کرنا باقی ہو تو اب دوسرے سے فروخت کا معاملہ نہ کرو، خواہ وہ زائد قیمت دے، بات جب طے ہو چکی ہے تو یہ چیز خریدنے کا حق پہلے خریدار کا ہے اور اب صرف پیسوں کی وصولی کیلئے تمہارے قبضہ میں ہے، پیسہ کی لالچ میں اپنے ایمان اور اپنی زبان کو خراب نہ کیا جائے، عموماً زمین، جائیداد، باغ، الیکٹرونکس اشیاء وغیرہ کی خرید و فروخت میں یہ ناجائز کام بہت کئے جاتے ہیں۔ اکثر زمین کے معاملہ میں ایسا ہوتا ہے کہ ایک زمین ہے اور اس کی کئی کئی رجسٹریاں ہو جاتی ہیں۔ پھر بعد میں لڑائی جھگڑے اور

عدالتی کارروائیوں میں پیسہ، ذہن اور وقت سب برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقے مت اختیار کرنا۔ اس لئے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک اسے پورا رزق نہ مل جائے اگرچہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے، روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال روزی حاصل کرو اور حرام روزی کے قریب نہ جاؤ۔ (ابن ماجہ: 2144)

مال کی قیمت مال کا مالک بتائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اور مسجد نبوی کیلئے جگہ خریدنی چاہی تو اس جگہ کے مالکان سے کہا کہ اس کی مجھ سے قیمت لے لو۔ (بخاری 2106)

اس بات سے امام بخاری نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے۔ "مال کی قیمت صاحب مال ہی لگانے کا زیادہ حقدار ہے"۔ نیز آج کل یہ معاملہ اکثر اشیاء کی فروخت کے وقت کیا جاتا ہے یا رکشہ، ٹیکسی وغیرہ والوں کے ساتھ پیش آتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ "جو مرضی ہو دے دینا" یہ غلط ہے بلکہ ہر معاملہ میں پہلے سے قیمت یا کرایہ طے کر لیا جائے۔

ماپ کر فروخت کرنا/خریدنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تو بیچے تو ماپ کر دے اور خریدے تو ماپ کر لے''۔ (مسند احمد: 444)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کِیلُوا طَعَامَکُمْ یُبَارَكْ لَکُمْ فِیهِ

اپنا غلہ ماپ لیا کرو اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ (بخاری: 2128، ابن ماجہ: 2231)

یعنی کاروباری معاملات و لین دین میں بالکل کھری بات کی جائے۔ ڈھیلا ڈھالا، بے اصول یا اندازے پر مبنی کام نہ کیا جائے۔

بعض اوقات اندازے سے چیزوں کا لین دین کر لیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں جن سے جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے ماپ تول کر ہی سودا کرنا ضروری ہے۔

دکاندار کے پاس خریدے ہوئے مال کا نہ چھوڑنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شے فروخت کرتے وقت جو مال موجود تھا، اگر خریدار اسے دکاندار کے پاس چھوڑ جائے اور وہ تلف ہو جائے تو تاوان خریدار کے اوپر پڑے گا۔ (سنن دار قطنی: 3006)

نوٹ یہ امانت کا مسئلہ ہے۔ جب گاہک نے قیمت ادا کر کے مال خرید لیا

تو وہ گاہک کا ہوگیا۔اس کے بعد وہ دکاندار کے پاس (اپنی مرضی یا مجبوری سے) امانت کے طور پر چھوڑ گیا اوراس کی غیر موجودگی میں بعد میں کسی بھی وجہ سے نقصان ہوگیا تو دکاندار پر اس کی ذمہ داری نہ ہوگی

کم تولنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِيۡنَ ۝١٨١ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ۝١٨٢ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۝١٨٣ (26:الشعرا: 181-183)

پیمانے ٹھیک ٹھیک بھرو اور کم دینے والوں میں سے نہ بنو اور صحیح ترازو کے ساتھ وزن کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو، زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

جھگڑے کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص کج بحث جھگڑالو ہے (جو خواہ مخواہ جھگڑے کا پہلو پیدا کرلیتا ہے) (بخاری 2457)

نوٹ اکثر بازاروں میں دکان دار اور گاہکوں کے درمیان ریٹ پر، اشیاء کی کوالٹی پر یا کسی بھی بات پر بحث و تمحیص اتنی بڑھ جاتی ہے کہ وہ جھگڑے کی

صورت اختیار کر لیتی ہے حتی کہ ہاتھا پائی تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

قیمت کم کر کے دوسروں کو نقصان نہ پہنچاؤ

حضرت سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزرے جو بازاری قیمت سے کم قیمت پر مُنَقّٰی بیچ رہے تھے“۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا ”یا تو نرخ زیادہ کرو یا ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ“۔ (موطا، کتاب البیوع: 2399، تحقیق الاعظمی)

نوٹ بازار کے نرخ سے اپنے نرخ بہت زیادہ کم کرنے سے دوسرے دکانداروں کا نقصان ہوتا ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم جاری فرمایا، البتہ قیمتوں میں تھوڑا بہت اتار چڑھاؤ تو ہوتا ہی ہے۔

مسجد میں خرید و فروخت کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جب تم مسجد میں کسی کو کوئی چیز بیچتا یا خریدتا دیکھو تو اسے کہو۔ اللہ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے“۔ (ترمذی: 1321)

نیلام کی اجازت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ بیچنا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کون یہ ٹاٹ اور پیالہ خریدتا ہے؟

ایک شخص نے کہا: میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کوئی ایک درہم سے زیادہ دیتا ہے؟ پھر ایک شخص نے ان چیزوں کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو درہم دیئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسی کو یہ بیچ دیں (ترمذی: 1218)

نوٹ بولی لگانا یا کسی چیز کو نیلام کرنا جب کہ خریدار ایک سے زائد ہوں تو جائز ہے البتہ کئی جگہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ اپنی چیز کے ریٹ بڑھانے کے لئے اپنے ہی افراد اس جگہ کھڑے کر دیئے جاتے ہیں حالانکہ انہوں نے وہ چیز نہیں لینی ہوتی بلکہ وہ مصنوعی ریٹ بڑھاتے ہیں، یہ طریقہ ناجائز ہے اور دھوکا دینے میں آتا ہے۔

تناجش کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور آپس میں تناجش نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو۔ کسی کی بیع پر کوئی شخص بیع نہ کرے (مسلم: 2564)

نوٹ مندرجہ بالا حدیث میں ''تناجش'' سے مراد یہ ہے کہ اگر بازار میں کسی چیز کی فروخت کے لئے بولی لگائی جا رہی ہو اور خود خریدنے کا ارادہ نہ ہو اور خواہ مخواہ زیادہ قیمت کی بولی لگانا تا کہ دوسرے کو یہ چیز مہنگی ملے یا فروخت کرنے کی غرض سے بڑھ چڑھ کر اس کی تعریف کرنا اسے ''نجش'' کہتے ہیں۔

ایک اور بات جو اس حدیث میں موجود ہے۔ وہ **حسد** ہے۔

ہمارے ہاں کاروباری حسد بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو روا نہیں کہ کسی دوسرے مسلمان پر حسد کرے۔ البتہ صرف دو آدمیوں پر حسد کرنے کی اجازت ہے۔ ایک جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسے دن رات خرچ کرتا ہو اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا ہو اور وہ دن رات اسے لوگوں تک پہنچاتا اور سناتا ہو"۔ (بخاری: 1409)

اس حدیث میں حسد بمعنی رشک ہے۔ رشک میں کسی سے کسی بھی نعمت کے زوال کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ اپنے لئے اس نعمت کے حصول کی خواہش ہوتی ہے۔ جو شخص اپنا دل صاف رکھے اور کسی سے حسد نہ کرے رسول اللہ ﷺ نے اسے افضل الناس (سب سے افضل) قرار دیا ہے۔ (ابن ماجہ: 4216)

★ رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالا حدیث میں ایک اور معاشرتی برائی سے منع فرمایا کہ جب دو شخص خرید و فروخت کر رہے ہوں تو کوئی ان کی بیع پر بیع نہ کرے۔ مثلاً خریدار کسی سے کوئی چیز ایک سو روپے کی خرید رہا ہے تو یہ ان کا معاملہ ختم ہونے سے قبل یا بعد میں کہے کہ میں تمہیں یہی چیز اس سے کم قیمت پر دیتا ہوں یا فروخت کنندہ کو کہے کہ تم یہ ایک سو روپے میں بیچ رہے ہو، تم اسے

نہ دو میں اس سے زیادہ میں خریدتا ہوں یہ دونوں طریقے ناجائز اور غلط ہیں۔

جس کو قرض دو اس سے ہرگز فائدہ نہ اٹھاؤ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے، پھر وہ (قرض لینے والا) اسے کسی قسم کا ہدیہ دے تو یہ اسے قبول نہ کرے یا وہ اپنی سواری پر بٹھائے تو اس کی سواری پر بھی نہ بیٹھے، ہاں اگر پہلے سے اس کے ساتھ ایسا تعلق چلا آرہا ہو تو قبول کرلے۔ (سنن کبری للبیہقی: 10934)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی قرض سے جو نفع اٹھایا جائے وہ سود کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ (سنن کبری للبہقی 10933)

نوٹ مطلب یہ ہے کہ جس کو قرض دیا ہو تو قرض دینے والے کے لئے جائز نہیں کہ مقروض سے کسی قسم کا مالی نفع یا جسمانی خدمت، ہدیہ، تحفہ لیا جائے یا دعوت کھائے اگر ایسا کرے گا تو یہ سود کی ایک شکل ہوگی۔ دراصل شریعت میں قرض کا تصور خالصتاً ہمدردی اور نیکی کا ہے۔ اس معنی میں کسی کو قرض دینا کہ اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا جائے؟ یا اس کی آڑ میں اس سے کوئی مفاد حاصل کیا جائے۔ یہ اسلام میں جائز نہیں ہے۔

افسوس کہ آج لوگ اس کو کہنا اپنا حق سمجھتے ہیں کہ میں نے اتنا اس کے ساتھ احسان کیا ہے، ضرورت پر روپیہ دیا ہے تو وہ میرے ساتھ اتنا بھی نہیں کرے گا بلکہ مقروض سے مطالبے ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ احسان کرے ہمیں کھلائے پلائے کیونکہ مقروض بے چارہ مجبور ہوتا ہے تو ایسا مطالبہ اور خواہش درست نہیں ہے، بلکہ یہ عمل سود خوری میں شمار ہوگا۔ ہاں اگر قرض خواہ اور مقروض کے درمیان پہلے سے ایسے تعلقات ہیں کہ آپس میں لینا دینا، خاطر مدارت ہوتی رہتی تھیں، رشتہ داری یا دوستی تھی تب یہ معاملات حسب سابق ہوں گے، قرض سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

قرض کی ادائیگی کی اہمیت

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لئے دعا فرمائی: اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب ملا کہ ''آپ کی دعا ہم نے قبول کی۔ آپ کی امت کے گناہ ہم بخش دیں گے، البتہ جن لوگوں نے دوسروں کے حقوق دبا لئے ہوں گے ان کے لئے چھٹکارا نہیں ہے۔ میں ظالم سے مظلوم کا حق وصول کر کے رہونگا۔''

(ابن ماجہ : 3013)

ادائیگی قرض میں نیت کا اثر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ وہ قرض لے اور اللہ تعالیٰ کو اس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ دنیا میں اس سے ادا کروا دیتے ہیں"۔ (ابن ماجہ: 2408)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کا مال بطور قرض لے اور وہ اس کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دے گا اور جس شخص نے مال بطور قرض لیا اور نیت ادا کرنے کی نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس کی اس وجہ سے تباہ کر دے گا۔ (بخاری: 2387)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو بھی شخص قرض ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو تو اللہ عزوجل کی طرف سے اس کی مدد ہوتی ہے اور ایک محافظ مقرر ہوتا ہے"۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: 3759)

یعنی اگر کوئی شخص قرض لینے کے بعد اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ اس کے لئے قرض کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے۔

غریب اور تنگدست کو مہلت دینے کا اجر

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جو کسی غریب و تنگدست کو ادائیگی میں مہلت دے یا اس کی ادائیگی معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا" (مسلم: 3006)

★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی اسے ہر دن کے بدلہ میں صدقہ کا ثواب ملے گا، اور جس نے وقت پورا ہونے کے بعد مہلت دی تو اسے قرض کے مثل (جو اس نے واپس لینا ہے) ہر دن صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (ابن ماجہ: 2418)

نوٹ بعض حضرات کا رویہ ان لوگوں کے ساتھ نہایت سخت اور غلط ہو جاتا ہے جن سے اِن کی رقم واپس نہیں مل رہی ہوتی۔ حتیٰ کہ لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ حدیث ایسے اصحاب کے لئے نہایت اہم ہے کہ انہیں اس کے بدلے نیکیاں مل رہی ہوتی ہیں جو آخرت میں ان کے کام آئیں گی۔

کسی کے حالات اور وقت ضروری نہیں کہ ہمیشہ یکساں رہیں، اگر کسی مقروض کے حالات تنگ ہیں تو اسے غربت کی وجہ سے مہلت دینا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اس کا حکم ہے۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ
ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

تمہارا قرض دار اگر تنگدست ہو تو ہاتھ کھلنے تک اسے مہلت دو اور جو صدقہ کردو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ اس دن کی رسوائی و مصیبت سے بچو جبکہ تم اللہ کی طرف واپس ہوگے، وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم ہرگز نہ ہوگا۔

(2: سورۃ البقرہ: 280۔ 281)

★ خوش حال آدمی اگر کسی غریب کو قرض دے تو یہ ثواب کا کام ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا۔ یہ اس لئے کہ اس غریب کی مشکل آسان کردی، تو اللہ قرض دینے والے کی مشکل کو قیامت کے دن آسان کرے گا۔ (ان شاء اللہ)

تنگدست قرض دار کے ساتھ نرمی

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو قرض دیا لیکن وہ قرض دار اس قابل نہ تھا کہ وہ قرض واپس کرسکتا۔ ایک دن حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس شخص کے گھر گئے اور اپنے قرض دار کو بلایا تو وہ چھپ گیا لیکن انہوں نے گھر کے

باہر سے آواز لگا کر اس شخص کو باہر بلایا اور اس طرح اس سے ملاقات ہوگئی اور قرض کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا میرے ہاتھ بہت تنگ ہیں، تو انہوں نے کہا ''کیا بخدا تم نہیں دے سکتے ہو، تو پھر اللہ کی قسم کھا کر یہ بات کہو''۔ اس نے اللہ کی قسم کھا کے کہا ''کہ وہ اس وقت قرض ادا کرنے کے قابل نہیں ہے'' تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کے غموں سے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ تنگدست قرض دار کو مہلت دے یا معاف کر دے''۔

(حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، مسلم: 1563)

خوشحال آدمی کا قرض ادا کروانے میں کسی کی مدد کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خوشحال آدمی کا (قرض کے ادا کرنے میں) تاخیر کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی کسی خوشحال آدمی کے پیچھے (قرض کی واپسی کے تقاضے کے لئے) لگایا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ پیچھے لگ جائے یعنی اس کی ذمہ داری قبول کر لے اور اپنے اثر ورسوخ اور تعلقات کی بناء پر اپنے مسلمان بھائی کا حق اس نادہندہ مال دار شخص سے دلوائے۔ (بخاری: 2287، مسلم: 1564)

یعنی اگر کوئی شخص کسی کا قرض دبالیتا ہے تو معاشرے کے بااثر افراد کا فرض ہے کہ وہ محض تماشائی بننے کی بجائے اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے کمزور اور بے اثر افراد کو ان کا حق دلوائیں۔

دو دفعہ قرض دینا ایک دفعہ صدقے کے برابر ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کو دوبار قرض دے گا، تو اس کو اتنا ثواب ملے گا گویا کہ اس نے ایک مرتبہ اتنی رقم اللہ کی راہ میں دی۔ (ابن ماجہ: 2430)

مقروض کو مہلت دینے کا انعام

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے جو (مسلمان) گزرے ہیں ان میں سے ایک مسلمان کے پاس (مرنے کے بعد) فرشتے پہنچے تو انہوں نے پوچھا: تم نے دنیا میں کوئی اچھا کام کیا ہے؟

اس نے کہا: نہیں۔ فرشتوں نے کہا: یاد کرو، حافظے پر زور ڈالو، کوئی کام کیا ہو تو بتاؤ۔

اس نے کہا: میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازموں کو ہدایت

کرتا تھا کہ تنگ دست قرض دار وقت مقررہ پر قرض واپس نہ کر سکے تو اسے مزید مہلت دے دینا اور اگر قرض دار قرض واپس کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ نے فرشتوں سے کہا: اس کی غلطیوں کو معاف کر دو (بخاری: 2077، مسلم: 1560)

نوٹ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کا کوئی خاص عمل اتنا پسند آجاتا ہے جو اس کے بہت سے گناہوں پر پردہ ڈال کر اسے جنت کا مستحق قرار دے دیتا ہے۔ اس طرح کے واقعات احادیث میں بکثرت بیان ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ کب کسی بندے کا کوئی عمل مالک کو پسند آجائے۔ اس لئے انسان ہر لمحہ نیکی کرنے کی کوشش کرے۔ شاید وہ وقت قبولیت کا ہو۔

مقروض کی مغفرت نہیں

حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن جحش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مقروض آدمی اللہ کے راستے میں شہید کیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کیا جائے تب بھی جنت میں داخل نہ ہوگا تاوقتیکہ قرض ادا نہ کیا جائے۔ (مسند احمد: 22493)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کی روح اس کے جسد خاکی سے اس حال میں جدا ہوگئی ہو کہ وہ 3 چیزوں سے محفوظ ہو، تو جنت میں داخل ہوگا۔۔۔ 1 مال غنیمت کی چوری سے 2 قرض سے 3 تکبر سے۔ (ترمذی:1572)

عافیت کام کرنے میں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عافیت کے دس حصے ہیں، جن میں سے نو حصے روزی کمانے میں ہیں اور ایک باقی دوسری چیزوں میں۔ (کنزالعمال:6/4، بحوالہ دیلمی)

نوٹ: یعنی کمائی اور معاش میں لگنا عافیت کا باعث ہے بیکار رہنا، بیکار بیٹھنا، بیکار پھرنا، وقت ضائع کرنا اچھی بات نہیں کیونکہ سارا وقت لغو اور گناہ کے کاموں میں گزرتا ہے، بے کار آدمی گویا شیطان کا کھلونا بنا رہتا ہے، اس لئے کمائی کی مشغولیت اِن فضول کاموں سے حفاظت کا ذریعہ بنتی ہے۔ چنانچہ یہ عام مشاہدہ ہے کہ جو لوگ کاروبار میں مصروف رہتے ہیں وہ بہت سے گناہوں، نامناسب باتوں اور غیر ضروری سرگرمیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

معاشی جدوجہد کی ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ شخص جو لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اس سے بہتر ہے کہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے، چاہے وہ اسے کچھ دے یا نہ دے''۔ (بخاری 2074)

★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اپنے کام اپنے ہی ہاتھوں سے کیا کرتے تھے اور (زیادہ محنت ومشقت کی وجہ سے) ان کے جسم سے (پسینے کی) بو آجاتی تھی۔ اس لئے ان سے کہا گیا کہ اگر تم غسل کر لیا کرو تو بہتر ہوگا''۔ (بخاری: 2071)

★ ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس کا گھریلو سامان ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ منگوا کر اسے دو درہم میں فروخت کیا، پھر وہ درہم اسے دیکر کہا، جاؤ ایک درہم سے کھانا خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ کچھ دیر بعد وہ کلہاڑا لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی کا دستہ ٹھونکا اور انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا، جاؤ اس سے لکڑیاں کاٹو اور لے جا کر بازار میں بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں مانگتا ہوا نہ دیکھوں۔ آدمی جنگل کی

طرف چلا گیا وہ روز لکڑیاں کاٹتا اور انہیں لے جا کر بازار میں بیچ دیتا۔ پھر جب وہ واپس آیا تو اس نے دس درہم کما لئے تھے۔ وہ گیا اور چند درہموں سے اناج خرید لیا اور چند سے کپڑا۔ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مخاطب کر کے فرمایا، یہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ تو روزِ قیامت آئے اور یہ سوال تیری پیشانی پر داغ بنا ہوا ہو۔

(ابو داؤد: 1641، ابن ماجہ: 2198، ترمذی: 653، مسند احمد: 114/3)

حضرت آدم علیہ السلام کھیتی کا کام، حضرت داؤد علیہ السلام لوہار کا کام، حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام، حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سینے کا کام، حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجارت پیشہ تھے۔

(کتاب البیوع: حافظ عمران ایوب لاہوری، ص: 37)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خودداری

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی بندی (مدد و نصرت) کا تعلق قائم فرما دیا، حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ مالدار تھے، انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا میں اپنا مال آدھا آدھا آپ سے تقسیم کر لیتا ہوں اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو فارغ

کر کے اس سے تمہاری شادی کرادیتا ہوں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے مال وعیال میں برکت عطا فرمائے، (انہوں نے یہ عنایات لینے کی بجائے کہا کہ) ہمیں بازار کا راستہ بتادو، چنانچہ وہ بازار گئے اور اس وقت لوٹے جب کہ نفع میں گھی اور پنیر کما لائے۔ (بخاری: 2049)

نوٹ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خودداری کا حال دیکھئے کہ انہوں نے ہدیہ کے مال پر اکتفا کرنے کے بجائے اپنی محنت کی کمائی اور کوشش کو ترجیح دی، کسی سے مانگنا تو درکنار اپنا ہم مشن ساتھی اپنی رضا وخوشی سے جو دے رہا تھا اس کے لینے سے بھی معذرت کرلی اور بغیر کسی سرمائے اور جان پہچان کے کمر ہمت کس کر تجارت کے لئے بازار چلے گئے۔

چنانچہ انہوں نے بازار میں کام کیا اس کے نفع سے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ پھر بعد میں اتنا کمایا کہ شادی بھی کرلی اور بعد میں تو ان کے کاروبار میں اتنی ترقی ہوئی کہ ان کے تجارتی قافلہ میں تجارتی سامان سے لدے ہوئے سینکڑوں اونٹ ہوتے تھے اور انہیں ہانکنے کے لئے سینکڑوں غلام درکار ہوتے تھے۔ (مسند عبد بن حمید، ج:1، ص:407، ح:1383)

☆ یہی ہمارے دین کا سبق اور تعلیم ہے کہ دوسروں کے اوپر بوجھ بننے کی بجائے ہر کوئی خود اپنے لئے تگ ودو کرے اور اللہ کا فضل تلاش کرے۔

خود کفالت و خوشحالی کے بغیر دین کی حفاظت مشکل ہے

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ”آخری زمانہ میں لوگوں کے پاس روپیہ پیسہ کا ہونا ضروری ہوگا جس کی وجہ سے آدمی دین کو محفوظ رکھ سکے گا اور دنیا کی ضرورت بھی پوری کرے گا“۔ (المعجم الکبیر للطبرانی:660)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب سے پہلے دورِ نبوت اور دورِ خلافت میں مال ایک ناپسندیدہ چیز شمار ہوتا تھا لیکن ہمارے زمانے میں مال مومن کی ڈھال ہے۔ آپ نے فرمایا ”اگر یہ درہم و دینار آج ہمارے پاس نہ ہوتے تو بادشاہ اور امراء ہمیں اپنا رومال بنا لیتے“ آج جس شخص کے پاس کچھ درہم و دینار ہوں تو وہ اس کو کسی کام میں لگائے (تاکہ نفع ہو اور مال بڑھے) کیونکہ یہ ایسا دور ہے کہ اگر آدمی محتاج ہو جائے تو سب سے پہلے وہ اپنا دین بیچ دے گا حلال کمائی خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:6، ص: 381-382)

نوٹ ”بادشاہ اور امراء ہمیں اپنا رومال بنا لیتے“ کا مطلب ہے کہ اگر ہمارے پاس مال نہ ہوتا تو ان بادشاہوں اور امیروں کے ہاں جانے پر مجبور ہوتے اور وہ ہماری مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کی اغراض

میں ہمیں استعمال کرتے لیکن ہمارے پاس مال موجود ہے اس لئے ہم ان سے بے نیاز ہیں۔

دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں لوگوں کا ایمان طاقتور تھا اس لئے تنگ دستی کی حالت میں ہر طرح کی آفتوں سے محفوظ رہے اور آج کے لوگوں کا ایمان بالعموم کمزور ہے اس لئے اس بات کا احتمال موجود ہے کہ لوگ فقر و احتیاج کی حالت میں اپنا دین و ایمان بیچ دینے کے لئے تیار ہو جائینگے اس لئے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ یہ نصیحت فرمار ہے ہیں۔ ان کا منشا عیش و عشرت کی تلقین نہیں ہے بلکہ آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ حلال روزی میں اسراف نہیں ہے کیونکہ اسراف کا تعلق حرام سے ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص حلال مال سے اچھے کپڑے پہنے، عمدہ غذا کھائے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ فضول خرچی کرتا ہے یا اسراف کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ دنیا کے اسباب و وسائل کے لئے کوشش کرنا اور اپنی ضرورت کے مطابق انہیں مہیا رکھنا نہ صرف دنیا کی زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے بلکہ اپنا دین محفوظ رکھنے اور دینی احکام پر صحیح طرح سے عمل پیرا ہونے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اسلام میں دینداری کا کوئی ایسا تصور نہیں ہے جو رہبانیت اور معاشی و معاشرتی ذمہ داریوں سے فرار سکھاتا ہو۔

مالداری بہترین نعمت خداوندی

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اس مالداری میں کوئی حرج نہیں جو اللہ کے خوف اور تقویٰ خداوندی کے ساتھ حاصل ہو۔ اسی طرح صحت اہل تقویٰ کے لئے بہتر ہے (کہ یہ صحت عبادت میں لگے گی) اور دل کا سکون اللہ کی نعمت ہے۔

(ابن ماجہ: 2141، مسند احمد: 23158)

نوٹ جب دل میں خوفِ خدا اور تقویٰ ہو، اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ ہو، نفس میں سخاوت اور صدقہ خیرات کا ذوق ہو تو مالداری بہترین نعمت خداوندی ہے پھر انسان دینی امور پر مال خرچ کرے گا اس کی دنیا میں بھی برکت ہوگی، خوشحالی ہوگی اور آخرت بھی اچھی ہوگی۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نِعِمَّا بِالْمَالِ الصَّالِحِ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ

پاکیزہ مال پاکیزہ شخص کے لئے کتنا ہی اچھا ہے۔ (مسند احمد: 17802)

مزدور کی کمائی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: بہترین کمائی مزدوری کی کمائی ہے، بشرطیکہ اپنے مالک کا کام خیر خواہی اور خلوص سے انجام دے۔ (مسند احمد: 8412)

مزدور کو وقت پر اُجرت دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کا قیامت کے دن میں مدعی بنوں گا 1 ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر توڑ ڈالا 2 دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی 3 تیسرا وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی“۔
(بخاری: 2227)

حلال رزق بھی حرام کاموں پر خرچ نہیں کر سکتے

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تجھے رزق حلال دے مگر تو اسے حرام کاموں میں خرچ کر دے۔ (مصنف ابن ابی شیبة: 26602)

نوٹ اس قول میں تاجر حضرات کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی

گئی ہے کہ اگر ہم رزق، حلال ذرائع سے کما بھی لیں تو بھی آخرت میں اس چیز کا حساب دینا ہوگا کہ اسے کہاں خرچ کیا۔ حلال کمانے کے باوجود ہم اپنی مرضی کے مطابق خرچ نہیں کر سکتے بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرینگے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت سے آدمی اس وقت تک نہیں ہٹ سکتا جب تک کہ اس سے پانچ باتوں کے بارے میں حساب نہ لے لیا جائے۔ 1 عمر کن مشاغل میں گزاری؟ 2 اس عمر میں جوانی کا وقت کن کاموں میں لگایا؟ 3 مال کہاں سے کمایا؟ 4 مال کہاں خرچ کیا؟ 5 دین کا علم حاصل کیا تو اس پر عمل کہاں تک کیا؟

(ترمذی: 2416)

برکت والا مال کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مال کو اس کے حق کی رعایت کرتے ہوئے حاصل کرتا ہے، اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو مال کو اس کے حق کی رعایت کئے بغیر حاصل کرتا ہے، تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھائے اور پیٹ نہ بھرے۔

(بخاری: 6427، مسلم: 1052)

نوٹ "حق کی رعایت" کا مطلب یہ ہے کہ حلال اور جائز راستہ سے کمائے، شرعی حق (زکوٰۃ، قربانی وغیرہ) ادا کرے، تمام زیر کفالت افراد اور دیگر اقرباء وغیرہ کے حقوق پورے کرے، اپنے مال کو دوسروں کی دل جوئی اور خیر خواہی کا ذریعہ بنائے، تکبر وغرور نہ کرے، اسراف، ناجائز امور اور گناہوں کے کاموں میں خرچ نہ کرے۔ مال کی محبت میں اللہ کے فرائض اور واجبات بھول نہ جائے۔ ان امور کے اختیار کرتے ہوئے جو مال حاصل ہوگا اس میں برکت ہوگی، ورنہ مال خوب کمایا جارہا ہوگا لیکن اس کے باوجود نہ پریشانیاں ختم نہ ہونگی اور نہ ضروریات پوری ہورہی ہونگی۔

نفس کی پاکی سے حاصل شدہ مال کی برکت

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ مال بڑا پرکشش، اچھا لگنے والا اور میٹھا ہے، جو اسے نفس کی پاکی کے ساتھ حاصل کرے گا اسے اس میں برکت دی جائیگی، اور جو اسے نفس کے لالچ اور حرص کے ساتھ حاصل کرے گا اسے اس میں برکت نہ دی جائیگی اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھائے مگر پیٹ نہ بھرے اور دینے والا ہاتھ بہتر ہے لینے والے ہاتھ سے۔ (بخاری: 6441)

تجارت میں خیر و برکت کا اصول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تجارت میں خیر اور برکت اس وقت ہوگی جب خریدار خریدی جانے والی چیز کی مذمت اور برائی نہ کرے اور جو فروخت کر رہا ہے وہ اس کی زیادہ تعریف نہ کرے، صحیح طرح سے معاملہ کر کے چیز دے اور بہر حال قسم کھانے سے بچے''
(المعجم الاوسط للطبرانی: 4787، تہذیب الآثار للطبرانی: 1364)

نوٹ کسی چیز کو فروخت کرتے وقت (خصوصاً الیکٹرونک آلات میں) اس چیز کی جائز تعریف اور گاہک کو اس کی صحیح ضروری معلومات فراہم کرنا دکاندار کا فرض بنتا ہے۔ مثلاً کس کمپنی کی ہے؟ کس برانڈ کی ہے؟ کس ماڈل کی ہے؟ اور اس کے فنکشن کیا کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن بہت سے دکاندار اپنی چیز فروخت کرتے وقت اس لالچ میں کہ مال جلدی فروخت ہو جائے، بلا وجہ مبالغہ آمیز تعریف، خوبی اور بڑائی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ دکاندار سے کوئی چیز خریدتے وقت اس کی چیز میں بلا وجہ خامیاں/عیب نکالتے ہیں تاکہ دکاندار سے شے قیمت کم کروا کر خریدی جا سکے حالانکہ شے کو خریدنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ یہ عمل خرید و فروخت کے اصولوں کے خلاف ہے۔

خرید وفروخت میں نرمی کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے۔ جو بیچے تو نرمی اور درگزر کا معاملہ کرے، خریدے تو نرمی اور درگزر کا معاملہ کرے، جب (قرض وغیرہ کا) تقاضا کرے تو نرمی اور سہولت اختیار کرے۔ (بخاری: 2976، ابن ماجہ: 2203)

نوٹ یعنی ہر ایک شخص خواہ وہ دکاندار ہو یا خریدار، اپنا معاملہ نرمی اور سنجیدگی کے ساتھ انجام دے، سختی، ترش روئی، سخت زبانی، سخت کلامی سے پیش نہ آئے، مثلاً کوئی خریدار قیمت، بھاؤ پوچھے یا یہ مشورہ لینا چاہے کہ کون سا مال اچھا رہے گا کون سا خراب رہے گا، یا یہ کہے کہ فلاں جگہ تو اتنے کا مل رہا ہے اور تم اتنے کا دے رہے ہو؟ تو دکاندار گاہک سے کسی قسم کی تلخ کلامی نہ کرے کہ ''مال لینا ہے تو لو ورنہ اگلی دکان پر جاؤ'' ''چیز خریدنی نہیں ہوتی اور ریٹ پوچھتے پھرتے ہیں'' ''تمہاری تو نیت ہی خراب ہے'' وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی باتیں نہ کرے جس سے ایک دوسرے کے دل دکھیں یا ناگواری کی کیفیت پیدا ہو اور جھگڑے تک نوبت پہنچ جائے۔

اسی طرح خریدنے والا بھی ایسے سخت جملے نہ کہے جس سے دکاندار کو

تکلیف ہو۔ اسی طرح اپنا حق، ادھار یا قرضہ وصول کرے تو سختی نہ کرے، نامناسب الفاظ یا سخت لہجہ استعمال نہ کرے، نرمی اور سنجیدگی سے بات کرے۔ بعض اوقات انسان غصہ میں آ کر ایسا رویہ اختیار تو کر لیتا ہے لیکن بعد میں اسے احساس ہوتا ہے، پچھتاتا ہے اور ذہن پر ایک بوجھ سا طاری ہو جاتا ہے۔

تھوڑا منافع، زیادہ سیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تھوڑے نفع کو رد نہ کرو، ورنہ اسے رد کرنے کی وجہ سے زیادہ نفع سے محروم رہو گے۔ (القصاص والمذکرین لابن الجوزی:28)

کامیابی کا راز

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو بڑے جلیل القدر اور نہایت ہی مالدار صحابہ میں سے ہیں، ان سے پوچھا گیا، آپ کی مالداری کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: تین چیزیں ہیں (1) میں نے تھوڑے سے نفع پر بھی کبھی گاہک کو واپس نہیں کیا (2) میں نے کسی جاندار کی بیع میں تاخیر نہیں کی، جلدی بیچ دیتا تاکہ یہ ضرورت مند کے پاس جا کر اس کے کام لگے اور میرے پاس کھڑے کھڑے اس کا خرچہ نہ بڑھتا رہے (3) اور کبھی ادھار نہیں بیچا۔

(احیاء علوم الدین للغزالی، ج:2، ص:80)

نوٹ یہ تجارت کے وہ اعلیٰ اصول ہیں کہ جو انہیں اپنائے گا وہ دنیا و آخرت کا نفع کمائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تھوڑا اور معمولی نفع مل رہا ہو تو چیز بیچ دو، زیادہ کی لالچ میں روک کر مت رکھو۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ تھوڑے نفع کی وجہ سے سودا نہ بیچا پھر وہ رک گیا اور نقصان کی ایسی صورت پیش آئی کہ نفع تو در کنار الٹا اصل مال ہی جاتا رہا۔ یہ معاملہ اس جگہ زیادہ مؤثر ہوتا ہے جہاں ایسا مال فروخت کیا جا رہا ہو جو جلد ضائع ہو جانیوالا ہو مثلاً سبزی، فروٹ یا کھانے پینے کی اشیاء۔ دوسری بات یہ ہے کہ "تھوڑا نفع زیادہ بکری (یعنی سیل)" کا اصول ہر لحاظ سے بہتر ہے، جو کاروباری حضرات اس اصول پر کاروبار کرتے ہیں وہ کامیاب رہتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی خیر خواہی و ہمدردی کا دنیوی و اخروی اجر بھی پاتے ہیں۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا اتنا اہم رکن ہے کہ اس سے انکار ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے قتال اور جہاد کا حکم دیا تھا۔ (بخاری: 6925)

زکوٰۃ کے مال میں احتیاط ضروری ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زکوٰۃ کا مال (مال کا وہ حصہ جو زکوٰۃ کے حساب میں تھا) جس مال کے ساتھ ملے گا اسے ہلاک کردے گا۔ (السنن الکبری للبیہقی:7666)

نوٹ یعنی زکوٰۃ کے حساب وکتاب اور ادائیگی میں سستی نہ ہو۔ جونہی زکوٰۃ دینے کی مدت پوری ہو اور فرض ہو جائے تو فوراً اس کا صحیح صحیح حساب لگا کر ادائیگی کردی جائے کیونکہ یہ زکوٰۃ کا مال غربا و مساکین کا حق ہے اور یہ جتنی دیر بھی مال کے ساتھ رکھا رہے گا اس مال میں سے برکت ختم ہونی شروع ہو جائے گی اور معاملہ تباہی تک بھی پہنچ سکتا ہے۔

بعض محدثین نے اس حدیث کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی زکوٰۃ کا مستحق نہیں مگر اس نے کسی سے زکوٰۃ کا پیسہ لے لیا تو یہ پیسہ بھی اس کے مال کو تباہ کردے گا کیونکہ اس نے مستحق نہ ہوتے ہوئے زکوٰۃ لے لی جو کسی غریب و مستحق کا حق تھا۔

مال کی بربادی کا سبب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خشکی اور سمندر میں کسی کا جو مال بھی برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے برباد ہوتا ہے۔ (مسند الشامیین للطبرانی:18)

نوٹ یہ خیال رہے کہ یہ نقصان انسان کی اپنی غلطی اور اپنے غلط اعمال کی کمائی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی بربادی نہیں چاہتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾

ترجمہ خشکی اور تری میں فساد برپا ہو چکا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، شائد کہ وہ لوٹ آئیں۔ (30: روم: 41)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس سے اس مال کی برائی جاتی رہی۔

(حاکم: 1439)

نوٹ زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، اس کی ادائیگی فرض ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سخت سزائیں بتائی گئی ہیں۔ قرآن مجید میں تقریباً 80 مقامات پر زکوٰۃ کا تذکرہ آیا ہے۔ وہ لوگ جن پر زکوٰۃ فرض ہے وہ اگر زکوٰۃ ادا کریں تو اس سے ان کے مال کا کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ اس فریضہ کی ادائیگی کی وجہ سے وہ بہت سارے فائدے

حاصل کر لیتے ہیں، زکوۃ سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اس سے مال کی حفاظت ہوتی ہے، انسان مالی نقصانات وحادثات سے بچا رہتا ہے۔

جو لوگ زکوۃ ادا نہیں کرتے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ دردناک سزا کی خوشخبری دے دیں ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ (کہا جائے گا) یہ

ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔ (9: سورۃ التوبہ: 35-34)

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اسکا مال ایسے گنجے سانپ کی شکل بن جائے گا جس کی آنکھوں پر دو نقطے (داغ) ہونگے جو اس شخص کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ ''میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَخَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَشَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ (3: ال عمران: 180)

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور وہ پھر بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔ نہیں، یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے۔ جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا''۔ (بخاری: 4565)

کپڑے اور عطر کی تجارت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر جنت میں رہنے والوں کو تجارت کی اجازت ہوتی تو وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔" (المعجم الصغیر للطبرانی: 699)

نوٹ ویسے تو ہر جائز اور حلال کام کی تجارت کی جاسکتی ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑے اور عطر کی تجارت زیادہ پسندیدہ تھی۔ اکابرین و اسلاف کی ایک جماعت نے کپڑے سے متعلق امور کی تجارت کی ہے۔

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے (دیلمی 5030)
- امام اعظم ابو حنیفہ بھی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔

(اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ، ص: 51)

جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار کی ممانعت

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تمہیں نماز جمعہ کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر (یعنی نماز جمعہ) کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم علم رکھو۔ (62: سورۃ الجمعہ: 9)

نوٹ یعنی جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو تمام دنیاوی کاروبار، لین دین، دکانداری فوراً چھوڑ دو، اور جمعہ کی نماز کی جانب چل دو، ویسے افضل تو یہ ہے کہ اذان سے پہلے غسل کر کے، صاف ستھرے کپڑے پہن کر مسجد میں پہنچ جائیں، لیکن اگر کسی وجہ سے اذان سے قبل نہ جا سکے تو اب جیسے ہی اذان کی آواز "اللہ اکبر" بلند ہو تو فوراً دنیاوی کام چھوڑ کر نماز جمعہ ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی رو سے اذانِ جمعہ کے بعد دنیاوی کاروبار خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے۔

نماز جمعہ کے بعد خرید و فروخت/تجارت جائز ہے، جیسے کہ اگلی آیت میں فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠﴾

پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو جائے۔

(62: سورة الجمعه: 10)

نوٹ ہمارے ہاں بعض کاروباری حضرات جمعہ کے اوقات میں ایسا کرتے ہیں کہ کچھ کاروبار کے لوگ شروع وقت میں ہونے والے جمعہ میں شریک ہو جاتے ہیں اور کچھ بعد کے اوقات میں جمعہ پڑھ لیتے ہیں اس طرح ان کا

کاروبار بھی چلتا رہتا ہے اور نماز جمعہ بھی سب کا ہو جاتا ہے۔ایسا حیلہ کرنا درست نہیں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں (مندرجہ بالا) سورہ جمعہ کی آیت نمبر 9 میں اذان جمعہ کے بعد کاروبار روک دینے کا حکم اور آیت نمبر 10 میں نماز جمعہ کے بعد کاروبار کرنے کی اجازت دی ہے۔

"اذان" سے مراد کون سی اذان ہے؟

سورۃ الجمعہ 9 آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل علم نے اتفاق ظاہر کیا ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت یا کسی بھی قسم کی تجارت اور کاروبار حرام ہے۔جیسا کہ امام ابن کثیر اور امام ابن رشد وغیرہ۔

(تفسیر ابن کثیر: 122/8، بدایۃ المجتھد: 169/4)

انہوں نے اس مسئلے پر اہل علم کا اجماع نقل فرمایا ہے۔اختلاف اس بات میں ہے کہ آیت میں مذکورہ اذان سے مراد پہلی اذان ہے یا دوسری۔ تو اس کے متعلق قابل ترجیح رائے یہ ہے کہ یہاں دوسری اذان ہی مراد ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد دی جاتی ہے۔ کیونکہ (ہر آیت کی طرح یقیناً) یہ آیت عہد رسالت میں نازل ہوئی اور عہد رسالت میں پہلی اذان کا تصور ہی نہیں تھا، بلکہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی جمعہ کے لئے ایک ہی اذان دی جاتی تھی، جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے مسجد سے ہٹ کر ایک بلند مقام (زوراء) پر اذانِ جمعہ سے پہلے ایک اور اذان کہلوانی شروع کر دی تا کہ لوگوں کو جمعہ کے وقت کی اطلاع ہو جائے اور وہ کاروبار وغیرہ چھوڑ کر دوسری اذان (یعنی اذانِ جمعہ) کے وقت با آسانی مسجد میں پہنچ سکیں۔ (بخاری: 912)

☆ ہمارے ہاں عام طور پر جن مساجد میں جمعہ کی ایک اذان ہوتی ہے وہاں اس اذان کے بعد اردو میں خطبہ دیا جاتا ہے جو کہ تقریباً 30 سے 40 منٹ کا ہوتا ہے لیکن جن مساجد میں 2 اذانیں دی جاتی ہیں وہاں پہلی اذان کے بعد اردو تقریر ہوتی ہے اور دوسری اذان کے بعد صرف عربی خطبہ پڑھا جاتا ہے جو کہ صرف 5 منٹ میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کاروباری حضرات کو چاہئے کہ وہ پہلی اذان کے بعد ہی جمعہ کی تیاری شروع کر دیں اور کوشش کریں کہ اردو خطبہ بھی سنیں۔ (واللہ اعلم)

☆ اذانِ جمعہ کے بعد کاروبار اور دیگر مصروفیات سے منع کرنیکا سبب بھی یہی ہے کہ کہیں نماز جمعہ نہ رہ جائے جو کہ واجب ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں اذانِ جمعہ سن کر مسجد میں نہ آنیوالوں کے لئے ان الفاظ میں وعید بھی سنائی گئی

ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَسْمَعُوْنَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لَا يَأْتُوْنَهَا اَوْلَيَطْبَعَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنَنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ

وہ لوگ ضرور باز آجائیں جو جمعہ کے دن اذان سنتے ہیں پھر جمعہ کے لئے نہیں آتے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا اور پھر وہ لازماً غافلوں میں سے ہوجائینگے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: 99/19، ج:97)

شراب اور جوئے کے کاروبار کی ممانعت

شراب اور جوئے سے اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ منع فرمادیا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ (2:البقرہ: 219)

یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے ان دونوں چیزوں میں بہت بڑے گناہ ہیں۔اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ منافع بھی ہیں، مگر انکا گناہ ان کے فائدوں سے بہت زیادہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۹۰

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟ (5:المائدہ:90-91)

10 آدمیوں پر لعنت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے 1 شراب نچوڑوانے والے پر، بنوانے اور بنا کر لانے والے پر 2 تیار کرنے والے پر 3 اس کے پینے والے پر 4 اس کو اٹھا کر لے جانے والے پر، خواہ اپنے اوپر یا کسی سواری وغیرہ پر 5 جس کے پاس اٹھا کر لے جایا جائے اس پر 6 اس کے پلانے والے پر 7 اسکے بیچنے والے پر 8 اس کی قیمت لینے اور کھانے والے پر

(9) خریدنے والے پر (10) جس کے لئے شراب خریدی جائے اس پر

(ترمذی: 1295، ابن ماجہ: 3381، ابوداؤد: 3674)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو منع فرمایا ہے۔ (بخاری:2236، مسلم:1518)

☆ اسلامی مملکت پاکستان کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب عام ہے۔ غیر مسلموں کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی خریدتے اور پیتے ہیں اور جو لوگ بھی یہ تجارت کر رہے ہیں۔

ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ شراب پینے والے کو طِينَةُ الْخَبَال پلائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طِينَةُ الْخَبَال کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ جہنمیوں کا پسینہ، خون اور پیپ ہے''۔

(مسلم: 2002، ابوداؤد: 3680)

☆ آج کے دور میں لوگوں نے شراب کے نام تبدیل کر دیئے ہیں۔ مثلاً بیئر، الکحل وغیرہ۔

جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''لوگ شراب کو شراب کی بجائے دوسرے نام دینگے''۔

(سنن ابی داؤد: 3688، صحیح الجامع: 5452)

☆ اگر لوگوں کو دھوکا دے بھی دیا جائے تو ہم یاد رکھیں کہ

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (31: لقمان: 23)

بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کے راز تک بھی جانتا ہے۔

☆ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (2: البقرہ: 9)

وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکا بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس بات کا شعور نہیں ہے۔

شراب بنانے والے کو انگور وغیرہ کی فروخت

جان بوجھ کر کسی ایسے شخص کو انگور وغیرہ فروخت کرنا جو اس کی شراب بناتا ہو، جائز نہیں۔ بلکہ یہ کام گناہ کے کام میں تعاون کی وجہ سے ہی حرام ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مت کرو (5: المائدہ: 2) البتہ اگر یہ علم نہ ہو کہ خریدنے والا کیا کرنا چاہتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

☆ شراب کے علاوہ دیگر اشیاء پر بھی اسی اصول کا اطلاق ہوگا۔ مثلاً ایسے

شخص کو اسلحہ فروخت کرنا حرام ہے جو اسے ناحق لوگوں کو قتل کرنے یا چوری اور ڈاکہ زنی یا مسلمانوں کے خلاف یا کسی بھی ناجائز کام کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہو، لیکن اگر یہ علم نہ ہو تو پھر کسی کو بھی اسلحہ فروخت کیا جاسکتا ہے۔

تمام نشہ آور اشیاء کی خرید و فروخت

چونکہ شراب کی حرمت کا سبب نشہ ہے اس لئے ہر وہ چیز حرام ہوگی جس میں نشہ کا وصف ہو خواہ مائع ہو یا جامد اور خواہ اس کا نام اور رنگ کوئی بھی ہو۔ لہٰذا ہیروئن، چرس، افیون اور بھنگ وغیرہ جیسی تمام نشہ آور اشیاء کی خرید و فروخت حرام ہے، قطع نظر کہ یہ اشیاء تھوڑی مقدار میں نشہ کرتی ہیں یا زیادہ۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہے کہ ان اشیاء کا زیادہ استعمال نشہ پیدا کرتا ہے تو ان کا تھوڑا استعمال بھی حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ

جس کی کثیر مقدار نشہ دے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

(ابوداؤد: 3681، ترمذی: 1865، ابن ماجہ: 3394)

بطورِ دواء شراب کی خرید و فروخت

شراب کا بطورِ دواء استعمال یا بطورِ دواء اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کو بطورِ دواء

استعمال کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ

یہ دواء ہرگز نہیں بلکہ بیماری ہے۔ (ترمذی: 2046، ابن ماجہ: 3500)

☆ اور ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ الفاظ منقول ہیں:

لَا وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ (ابوداؤد: 3873)

نہیں اسے بطورِ دواء بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ تو خود بیماری ہے۔

چوری کے مال کی خرید و فروخت اور اُس کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو چوری کا مال خریدے اور اسے معلوم ہے کہ یہ مال چوری کا ہے تو یہ خریدار شخص چور کی برائی اور گناہ میں شریک ہے۔ (مستدرک حاکم: 2253)

نوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوری کا سامان خریدنے اور بیچنے سے منع فرمایا ہے چونکہ خریدنا اس کا تعاون کرنا ہے اور گناہ پر تعاون کرنا بھی گناہ کے کام میں تعاون ہے جسے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞

اور تم تعاون کرو ان کاموں میں جو نیکی کے ہیں اور تقویٰ کے ہیں اور ان کاموں میں تعاون مت کرو جو گناہ کے ہیں اور زیادتی کے ہیں اللہ کے عذاب سے ڈرو بے شک اللہ کی سزا بہت شدید اور سخت ہے۔ (سورۃ المائدۃ 5:2)

اپنا چوری شدہ مال خرید ا جا سکتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی کوئی چیز چوری ہو جائے پھر وہ اپنی چوری شدہ چیز کسی ایسے آدمی کے پاس پائے جس پر چوری کا الزام نہ ہو تو اگر چاہے تو قیمت دے کر (جتنے کی اس شخص نے چور سے خریدی ہے) اس سے لے لے اور اگر چاہے تو چور کا پیچھا کرے۔'' (مسند احمد:17986)

مغنیہ کی خرید و فروخت کی ممانعت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ گانے والیوں کو بیچو نہ ان کو خریدو، نہ ہی انہیں گانے کی تعلیم دو کیونکہ ان کی آمدنی حرام ہے، اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اور انسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلام دلفریب (فضول بات)

خرید کر لاتا ہے تا کہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے علم کے بغیر بھٹکا دے اور اس راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے ایسے لوگوں کیلئے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ (31:لقمان:6) (ترمذی:3195)

نوٹ اصل الفاظ ہیں لَهْوَ الْحَدِيْثِ یعنی ایسی بات جو آدمی کو اپنے اندر مشغول کر کے ہر دوسری چیز سے غافل کر دے۔ روایت میں بیان ہوا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ کے اثرات قریش کی ساری کوششوں کے باوجود پھیلنے سے نہ رکے تو انہوں نے ایران سے رستم و اسفندیار کے قصے منگوا کر داستان گوئی کا سلسلہ شروع کیا اور گانے بجانے والی لونڈیوں کا انتظام کیا تا کہ لوگ ان چیزوں میں مشغول ہو کر رسول اللہ ﷺ کی بات نہ سنیں۔

☆ یہ آیت ان حضرات کی توجہ کے لئے کافی ہے۔ جن کا کاروبار یہی ہے کہ وہ بڑے بڑے فنکشن، فیسٹیول شو، میوزیکل شو منعقد کرواتے ہیں اور اس میں ملک کی نامور گلوکاراؤں، اداکاراؤں کو مدعو کر کے سٹیج پروگرام منعقد کیئے جاتے ہیں۔ ایسے پروگرام نہ صرف انفرادی طور پر کیے جاتے ہیں بلکہ حکومتی سطح پر بھی ان کا انعقاد ہوتا ہے اس سے حاصل شدہ کمائی ناجائز اور حرام ہے۔

تبدیلی خلق کے کاروبار منع ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حسن پیدا کرنے کے لئے گودنے والیوں، گدوانے والیوں پر، بال نوچنے والیوں پر، حسن کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے''۔ (بخاری: 5931، مسلم: 2125)

نوٹ ایسے کاروبار جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اگر وہ ہم جانتے بوجھتے کریں اور اُس سے اپنا معاش کمائیں، خود بھی کھائیں اور بال بچوں کی بھی پرورش کریں تو یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔

☆ آج کل بیوٹی پارلرز کا کاروبار عروج پر ہے۔ اس کاروبار میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کوئی ایسا کام جن پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی اور شرعی لحاظ سے جو ستر کی حدود میں آتا ہے وہ نہ کیا جائے۔

☆ نیز بعض ایسے بیوٹی پارلرز بھی ہیں جو مرد حضرات چلا رہے ہیں۔ چونکہ اس میں بے پردگی اور بے حیائی کا عنصر لازمی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایسی جگہوں پر جانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

کھلم کھلا گناہ

بہت سے گناہ ایسے ہیں جو سر عام اور کھلم کھلا ہو رہے ہیں اور جو کام بھی شریعت کیخلاف کھلم کھلا ہو رہا ہو تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری تمام امت کو معاف کر دیا جائے گا سوائے کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کے''۔ (بخاری:6069، مسلم:2990)

نامحرم کو چھونے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی کنگی پھیری جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لئے حلال نہ ہو''۔ (الطبرانی، صحیح الجامع: 5045)

نوٹ مردوں کے ہاتھوں سے میک اپ کروانا، مہندی لگوانا یا چوڑیاں پہننا ناجائز اور حرام ہے۔ خصوصاً ہمارے ملک کے ڈراموں اور فلموں کی اداکارائیں مرد حضرات سے تیار ہوتی ہیں۔ نیز بعض کھیلوں میں خواتین، مرد حضرات (Coaches/Trainers) سے کھیلوں کے ہنر سیکھتی ہیں۔ یہ تمام کام بھی گناہ اور اللہ کی نافرمانی کے زمرے میں آتے ہیں۔

عریاں لباس والی عورتیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ عورتیں جو دنیا میں لباس پہنتی ہیں مگر ننگی رہتی ہیں، دوسروں کو بہکانے والی، خود بہکنے والی، آخرت میں ان کے سر بُختی اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی، بلکہ وہ اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی''۔ (مسلم: 2128)

حرام کو حلال کر لینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک وقت ایسا آئے گا کہ میری امت کے کچھ لوگ زنا، ریشم، شراب اور موسیقی کو حلال کر لیں گے'' (بخاری: 5590)

آلات موسیقی کی خرید و فروخت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک وقت ایسا آئے گا کہ میری امت کے لوگ (زمین میں) دھنسا دیئے جائیں گے، ان پر پتھر برسائے جائیں گے اور ان کی شکلیں مسخ کی جائیں گی، ایسا اس وقت ہو گا جب وہ شراب پییں گے، مغنیہ عورتیں (گلوکارائیں) رکھیں گے اور آلات موسیقی کو استعمال میں لائیں گے''۔ (ترمذی: 2212)

نوٹ ہمارے ہاں اکثر شادی بیاہ میں انڈین اور پاکستانی گانے بجانے ہوتے ہیں۔ خاص طور پر مہندی کے بڑے بڑے پروگرامز ہوٹلوں/کلبوں یا شادی ہال میں رکھے جاتے ہیں۔ جن میں نوجوان لڑکے لڑکیاں اکٹھے ہو کر ڈانس کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی کھلم کھلا نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ بازاروں میں، دکانوں پر لوگوں نے اونچی آواز میں گانے چلائے ہوئے ہوتے ہیں۔ موبائل میں اکثر نوجوان لڑکے لڑکیاں گانے سنتے رہتے ہیں۔۔۔ پھر گھروں میں بھائی بہن، والدین، میاں بیوی سب اکٹھے ہوتے ہیں اور ٹی وی، کیبل، نیٹ، کمپیوٹر کے ذریعے گانے سنتے اور فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہیں۔

☆ ہمارے ہاں ہر شخص کے پاس موبائل، کمپیوٹر، ٹی وی، انٹرنیٹ، DVD پلیئر وغیرہ موجود ہیں اور ان میں گلوکاروں اور فاحشہ عورتوں کی تصاویر ہوتی ہیں۔ گویا کہ ہر شخص کی جیب میں ہی گلوکارہ، رقاصہ اور فاحشہ موجود ہوتی ہے کہ جب چاہے اس کو دیکھ لے یا سن لے تو لوگوں کے موبائل میں گانے اور فلمیں ڈالنے والا کاروبار بھی مغنیہ (گلوکارائیں) بیچنے کے برابر ہے۔ اس سے حاصل شدہ آمدنی بھی ناجائز اور حرام ہے

فحاشی وعریانی پھیلانے والوں کے لئے وعید

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾

جولوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(24 :النور:19)

فحش اور بے حیاء کاموں کے قریب جانے کی ممانعت

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ

اور بے شرمی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ کھلے ہوں یا چھپے ہوئے ہوں۔

(6 :انعام:151)

★ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا کہ اعلان کردیں کہ بے شرمی اور فحاشی کے تمام کھلے چھپے کام حرام ہیں۔

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہیں میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں ان میں

بے شرمی کے وہ کام ہیں جو خواہ کھلے ہوں یا چھپے ہوئے ہوں۔ (اعراف:7:33)

نوٹ ایسی چیزیں اور آلات جو گانے بجانے سے متعلق ہوں، اجنبی عورتوں کی تصویریں ہوں، فحاشی کی چیزیں ہوں، انکا خریدنا فروخت کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ لاؤڈ سپیکر، ریڈیو، TV، انٹرنیٹ، کیبل اور موبائل یہ جدید ٹیکنالوجی کے آلات ہیں۔ یہ تعلیم کے حصول، دین کے فروغ اور اسلامی معلومات کے لئے تو ضرور خریدے اور فروخت کئے جائیں۔

☆ ان آلات کا کاروبار کرتے ہوئے ان امور پر پہلے خوب اچھی طرح غور کرلیا جائے کہ ان آلات کے عمومی خریدار کس قسم کی ذہنیت رکھتے ہیں اور ان آلات کو کن مقاصد کے لئے استعمال کریں گے۔

☆ اگر معاشرے میں ان آلات کا عمومی استعمال غلط ہو رہا ہو، جن سے اللہ کی نافرمانی اور گناہ کا پہلو غالب آجائے اور ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں عذاب کا شکار ہو جائیں۔ اگر اس سے آخرت کے برباد ہونے کا خطرہ ہو تو ایسا کاروبار نہ کرنا بہتر ہے خواہ دنیاوی لحاظ سے کتنا ہی منافع نظر آ رہا ہو یا کچھ نقصان ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ کیونکہ ان سب اشیاء سے خطرہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق اس میں آنکھ کا زنا، کان کا زنا اور قلب وذہن کا زنا نہ ہو جائے۔ دنیاوی فائدہ کے لئے ایمان کو پامال کرنا، ذہن اور معاشرہ کو

فحاشی اور بے حیائی میں مبتلا کرنا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ بلکہ خطرہ یہ ہے کہ ان سب گناہوں کا بار اس دکاندار کی گردن پر نہ پڑ جائے۔

قرآن وسنت کی تصریحات کے پیش نظر فقہاء کرام نے گانے بجانے کے آلات کی تجارت کو ناجائز لکھا ہے کیونکہ ان آلات سے کوئی دینی یا تعلیمی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ یہ صرف ایک ایسی Enjoyment, Refreshment,Entertainment کے لئے خریدے جاتے ہیں، جو فکر و عمل کی خرابی پیدا کرتی ہے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

تفصیل کے لئے مطالعہ کیجئے راقم کی

مرتب کردہ کتاب ''ستر حجاب اور شرم وحیاء''

وکیل کے جھوٹے کیس کی آمدنی بھی حرام ہے

اُس وکیل کی آمدنی بھی ناجائز ہے جو غلط کیس اس لئے لیتا ہے تاکہ اس سے اپنا معاش کمائے۔ مثلاً وکیل کو معلوم ہے کہ اس شخص نے جرم کیا ہے، ڈاکہ ڈالا ہے، کرپشن کی ہے اور وہ وکیل اس شخص کو بچانے کے لئے اس سے ایک خطیر رقم لیتا ہے۔ پھر اس غلط کام کو صحیح یا مجرم کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے نجانے کتنے جھوٹ خود بولے گا اور کتنے ہی جھوٹ اس شخص کو بولنے پڑیں

گے جس کا کیس وہ لڑ رہا ہے اور یہ سلسلہ گواہوں تک بھی جائے گا جس سے حاصل شدہ تمام کمائی ناجائز اور حرام ہوگی۔

ڈاکٹرز کی آمدنی کے غلط ذرائع

وہ ڈاکٹر صاحبان جو مختلف کمپنیوں سے اپنی ذات کے لئے مراعات لیتے ہیں (مثلاً سیر وتفریح کے دورہ جات، سفری ٹکٹ، گھریلو سازوسامان وغیرہ) اور پھر اس کے بدلے میں وہ ان کمپنیوں کو خوش (Oblige) کرنے کے لئے ان کی دوائیں مریضوں کو لکھ کر دیتے ہیں۔ یہ عمل ناجائز ہے اس سے حاصل شدہ آمدنی یا اشیاء حرام ہیں اور ان سے مالی لحاظ سے یا مادی لحاظ سے اشیاء کا حصول ایک طرح سے رشوت کے زمرے میں بھی آتا ہے۔

قبل از ملکیت شے کی خرید وفروخت

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس بات سے منع فرمایا کہ میں اس چیز کو فروخت کروں جو میرے پاس نہیں ہے، یا کوئی بھی ایسا سامان فروخت کروں جو میرے پاس نہیں ہے۔

(ترمذی:1233)

وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ

لوگ مجھ سے خرید کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ میرے پاس قابل فروخت مال موجود ہی نہیں ہوتا تو کیا میں اسے (زبانی کلامی) بیچ دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تمہارے پاس ابھی موجود نہیں ہے اسے مت بیچو۔

(ترمذی:1232)

نوٹ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اس وقت کے بڑے تاجر تھے تجارت میں بہت مشہور تھے لوگ ان کے پاس آ کر کوئی چیز مانگتے تھے تو یہ بیع کر لیتے تھے پھر دوسری جگہ سے لا کر ان کو دیتے تھے اس کے متعلق انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریقہ سے منع فرما دیا کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اور قبضہ میں نہیں ہے، اس کو نہیں بیچا جا سکتا ہے، چنانچہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو جب علم ہو گیا تو وہ رک گئے۔

☆ مثلاً دکاندار کا مال جس مقام سے آنا تھا وہاں سے چل چکا ہے، مگر مال ابھی دکاندار کے قبضے میں یا اس کی دکان یا گودام میں نہیں آیا ہے۔ اس کے آنے کی امید ہے اور گاہک آ گیا تو اس سے سودا نہ کرے خواہ گاہک جتنا اصرار کرے ہاں البتہ سودا کرنیکا وعدہ کر لے۔ جب تک مال ہاتھ نہیں آتا اس وقت تک سودا کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ دوسری بات یہ کہ کسی گاہک نے دکاندار سے مال مانگا اور اگر دکاندار

نے گاہک کواس شرط پہ (نقد/ادھار) مال بیچ دیا کہ جب مال پہنچے گا تو وہ گاہک کو دے دے گا، خواہ اس نے مال موصول ہونے پر گاہک کو طے شدہ مال دے ہی دیا ہو، تو دکاندار کا یہ عمل شریعت کی رو سے ناجائز اور باعث گناہ ہوگا۔

پریشان حال شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مجبور، پریشان حال شخص کی (مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر) خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد:3382)

نوٹ کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا ظلم ہے، جو مجبور ہے اس سے تعاون کرنا چاہئے نہ کہ اسے مجبور پا کر اسے لوٹ لیا جائے، مثلاً کوئی شخص سخت مجبور ہے یا علاج وغیرہ کے لئے پریشان ہے یا کوئی شخص قید ہوگیا ہے اس وجہ سے اسے کوئی جائیداد یا سامان بیچنا پڑ رہا ہے تو خریدنے والا اگر اس سے رائج الوقت قیمت سے کم قیمت میں خریدنا چاہ رہا ہے جسے وہ مجبوری کی وجہ سے قبول کر رہا ہو تو یہ جائز نہیں بلکہ گناہ کی بات ہے۔

اسی طرح اس کے برعکس بھی معاملہ ہے کہ لوگوں کی اہم ضرورت اور مجبوری کو دیکھ کر ان کو فروخت کئے جانے والے سامان کی قیمت کو

بڑھا دیا جائے تو یہ عمل بھی گناہ اور ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔ رمضان کے موقع پر اشیائے صرف کی قیمتیں بڑھانا، حج و عمرہ کے موقع پر کرائے وغیرہ بڑھانا، عیدین کے موقع پر ٹرانسپورٹ کے کرائے بڑھانا اور (وہ بھی مسلمانوں کی طرف سے) کتنا افسوسناک معاملہ ہے۔

"زر بیعانہ" واپس نہ کرنے کے بارے میں حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زر بیعانہ کے واپس نہ کرنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد:3502، ابن ماجہ:2193)

اس حدیث کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کوئی آدمی غلام خریدے، یا سواری کے لئے جانور کرایہ پر لے اور کہے کہ اگر میں نہ خرید سکوں یا کرایہ پر نہ لے سکوں تو یہ دینار (سونے کا سکہ) جو تم کو پہلے دیتا ہوں تمہارا ہو جائے گا۔ اِس طرح کی شرط سے مشروط کرنا درست نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد:3502)

نوٹ کسی چیز کے خریدنے کے ارادے سے بھاؤ طے ہو جانے پر جو پیشگی رقم خریدار دیتا ہے تاکہ بیچنے والا اب اسے کسی دوسرے کو نہ دے سکے۔ تو یہ پیشگی رقم ضمانت اور امانت کے طور پر ہوتی ہے تاکہ یہ جمع رہے آئندہ جب

قبضہ کے وقت جو رقم ادا کرے گا اس میں یہ رقم شامل ہو جائے گی لیکن اگر خریدار وہ مطلوبہ شے نہ لے سکے تو یہ پیشگی والی رقم اس کی امانت ہے اسے واپس ملے گی اس رقم کو ضبط کر لینا جائز نہیں ہے اور واپس نہ کرنا حرام ہے۔ اسی کو ''زربیعانہ کی رقم'' کہتے ہیں۔ عموماً ہمارے ہاں اس رقم کو ایڈوانس (Advance) کہا جاتا ہے۔ اور اس میں ٹھپی سسٹم بھی آجاتا ہے۔

☆ بعض لوگ کسی شے (گاؤں یا مکان وغیرہ) کی فروخت کے وقت ایڈوانس رقم لے کر وقت کا تعین کر لیتے ہیں اور خریدار اس وقت تک رقم جمع نہ کر سکا اور وقت گزر گیا تو فروخت کنندہ وہ ایڈوانس رقم ضبط کر لیتا ہے اور زربیعانہ (Advance) کی رقم اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں اسی عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

☆ باوجود اس کے کہ خریدار یہ کہہ دے کہ اگر مطلوبہ شے نہ لے سکا تو تم ایڈوانس واپس نہ کرنا یا مالک کہہ دے کہ اگر تم نے نہ خریدا تو یہ زربیعانہ کی رقم واپس نہ دوں گا تب بھی واپس کرنا واجب ہے چونکہ شریعت کے خلاف جو بات بھی ہوگی وہ قابل عمل نہیں ہوگی، جیسے رشوت یا سود کی رقم دونوں جانب سے رضامندی سے طے ہو تب بھی جائز نہیں یہی معاملہ یہاں بھی ہے کہ اگر خریدار اس رقم کو ضبط کرنے پر راضی ہو تب بھی یہ جائز نہیں۔

اسی طرح آج کل یہ بھی عام رواج ہے کہ اگر فروخت کرنے والا کسی وجہ سے اپنی چیز فروخت کرنے کا ارادہ ترک کردے اور ایڈوانس رقم واپس کرنا چاہے تو وہ اب اس رقم کا دوگنا ادا کرے گا، یہ بھی غلط ہے۔ طے شدہ سودے میں تبدیلی کے شرعی قوانین الگ ہیں وہ کسی قرآن وحدیث کا علم رکھنے والے سے معلوم کرکے ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ ان پر عمل نہ کرنے اور علم نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے کاروبار اور معاش میں سے برکت اُٹھ چکی ہے۔

آج ہمارا کاروبار ذاتی مفاد کے حصول اور شکار بازی کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ حالانکہ اسلام کے نقطہ نظر میں کاروبار تعاون، باہمی محبت، الفت اور صالح معاشرتی پیش رفت کا نام ہے۔

''اقالہ'' فروخت کئے ہوئے سامان کو واپس لینے کا حکم

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو دکاندار کسی مسلمان کے خریدے ہوئے سامان کو واپس کرلے تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔

(ابوداؤد: 3460، ابن ماجہ: 2199)

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے بھائی کی خریدی ہوئی چیز کو واپس کرے قیامت کے دن

اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو واپس (یعنی معاف) کردے گا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی: 889)

نوٹ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جوش یا شوق میں سامان خرید لیتا ہے، پھر کسی بھی وجہ سے واپس کرنا چاہتا ہے تو اگر فروخت کیا ہوا سامان صحیح حالت میں ہے اس میں کوئی خرابی یا کمی پیدا نہ ہوئی ہو تو دکاندار کا اس کو واپس کر لینا بڑے ثواب کا کام ہے۔

☆ اسی طرح اگر بیچنے والے کے ساتھ کسی بھی وجہ سے کوئی ایسی صورت پیش آ گئی ہے اور وہ خریدار سے اپنا مال واپس لینا چاہتا ہے تو خریدار بھی اگر اس کی سہولت کے لئے مال واپس کر دے تو اس کا بڑا اجر ہے۔ شرعی قانون کی زبان میں اسے "اقالہ" کہتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ چیز واپس لیتے وقت قیمت میں کمی کرنا یا کوئی اور شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

لاعلمی کے باوجود شے کی پوری قیمت ادا کرنا

بعض اوقات دکاندار کسی بھی لاعلمی کی بناء پر شے کی قیمت اس کی اصل قیمت سے کم بتا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں اس کی اس ناواقفیت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی بجائے اس کو شے کی پوری قیمت ادا کرنی چاہئے۔

جب حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر

بیعت کی تھی تو اس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ "میں ہر مسلمان کی خیر خواہی کرونگا"۔ چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ زندگی بھر اس عہد کے پابند رہے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرتے رہے۔ ان کے فضائل و مناقب کے سلسلہ میں حافظ طبرانی نے ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ کوئی گھوڑا خرید لائے۔ خادم نے تین سو درہم کا گھوڑا خریدا اور گھوڑے کے مالک کو ساتھ لے کر حاضر ہوا تاکہ اسے قیمت ادا کر دی جائے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کے مالک سے فرمایا: تم نے یہ تین سو کا بیچا ہے لیکن گھوڑا اس سے زیادہ قیمت کا ہے، کیا تم اسے چار سو درہم میں بیچنے پر تیار ہو؟ اس نے کہا آپ کی مرضی ہے۔ آپ نے پھر فرمایا: تمہارے گھوڑے کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے۔ کیا پانچ سو میں ٹھیک ہے اسی طرح آپ سو سو درہم بڑھاتے گئے اور مالک راضی ہوتا گیا۔ وہ کیوں راضی نہ ہوتا اسے تو تین سو کی بجائے زیادہ رقم مل رہی تھی۔ آخر انہوں نے وہی گھوڑا آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔

لوگوں نے انہیں کہا کہ حضرت! یہ گھوڑا تین سو میں مل رہا تھا آپ نے اس قدر زیادہ رقم دے دی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کروں گا (المعجم الکبیر للطبرانی:2395)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ
”نہ (ابتداً کسی مسلمان بھائی کو) نقصان پہنچاؤ اور نہ (کسی کے پہنچائے ہوئے نقصان کے بدلے میں اس سے بڑھ کر اسے تکلیف یا) نقصان پہنچاؤ“۔
(ابن ماجہ: 2341، مسنداحمد: 313/1)

نوٹ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ نہ تو کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ ہی خود کو۔ اس لئے تجارت کی ہر وہ صورت ناجائز ہوگی جس میں بیچنے والے یا خریدنے والے کا نقصان ہو۔

”خیار رویت“ اَن دیکھے سامان کو دیکھنے پر واپسی کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی سامان خریدا اور اسے دیکھا نہیں تھا تو اسے دیکھنے پر نہ لینے کا اختیار رہے گا۔ (دار قطنی: 2805)

نوٹ اگر خریدار نے جلدی میں یا کسی اور وجہ سے خریدی جانے والی شے کو نہیں دیکھا تو شریعت ایسے خریدار کو یہ اختیار دیتی ہے کہ خریدار کو شے دیکھنے پر اگر اُسے پسند نہ آئے تو واپس کرنے کا حق ہوگا اور دکاندار کو چاہئے کہ وہ واپس کر لے، یہ نہ کہے کہ اب یہ فروخت ہو چکا اب واپس نہیں ہوگا کیونکہ شریعت نے اسے واپسی کا حق دیا ہے۔ اسے ”خیار رویت“ کہا جاتا ہے۔

ہاں اگر وہ سامان پیک تھا اور پیکنگ کے اوپر سامان کی نوعیت اور اس کی پوری تفصیل لکھی تھی، اس نے اچھی طرح پڑھ لینے کے بعد لیا تو دیکھنے کے حکم میں ہے، اسی طرح بند سامان تھا اسے کھول دیا یا سیل (Seal) توڑ دی تو واپسی کا اختیار نہ ہوگا کہ اس میں فروخت کرنے والے کا نقصان ہے۔ البتہ اگر پیکنگ میں موجود سامان کے متعلق معلومات ساتھ کسی کارڈ/ کتابچہ میں مہیا کر دی گئی ہیں یا پیکنگ کے اوپر درج ہیں اور پیکنگ کھولنے پر سامان مہیا کردہ معلومات سے مختلف ہے تو بھی خریدار کو سامان کی واپسی کا حق حاصل ہے۔

☆ بیع میں ''خیار'' سے مراد یہی ہے کہ فروخت کنندہ نے خریدار کو خود کچھ دنوں کا اختیار دیا ہو کہ تم یہ چیز استعمال کر کے دیکھ لو اگر پسند آئے تو ٹھیک ورنہ واپس کر دینا یا خریدار نے یہ شرط لگائی ہو کہ میں کچھ دن اس شے کا معائنہ / پڑتال (Check) کرنا چاہتا ہوں وغیرہ۔ ایسی صورت میں سودے کے بعد واپسی کا اختیار باقی رہے گا جب تک مقررہ مدت پوری نہ ہو جائے۔

''خیار شرط'' سامان فروخت کے بعد واپسی کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دیہاتی شخص کو سامان/ مال بیچنے کے بعد واپسی کا اختیار دیا تھا۔

(ترمذی: 1249)

نوٹ تفصیلی واقعہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دیہاتی شخص سے درختوں کے پتوں کی ایک گٹھڑی خریدی تو اسے یہ فرما دیا کہ اگر تمہارا دل چاہے کہ گٹھڑی واپس لے لوں تو تمہیں اس کا اختیار ہے، واپس لے لینا میں واپس کر دوں گا، یعنی یہ افسوس مت کرنا کہ اچھی چیز نکل گئی۔

(ابن ماجہ: 2184)

اسے "خیارِ شرط" کہا جاتا ہے کہ جب دونوں جانب سے معاملہ طے ہو جائے مگر کوئی ایک فریق یہ کہے کہ مجھے واپسی کا اختیار ہے اور دوسرا اسے منظور کر لے تو جائز ہے۔ بعد میں سوچ بچار کے بعد کوئی فریق فیصلہ کر لے کہ اس سودے کو پکا کرنا ہے یا ختم کرنا ہے۔

اگر سودا ہو گیا اور کسی فریق نے مہلت کی کوئی شرط نہیں لگائی تو سودا مکمل ہو جاتا ہے اور کسی کو کوئی اختیار نہیں رہتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیچنے والے کو واپس لے لینے کا اختیار از راہ ہمدردی از خود دے دیا تھا، اس کا بڑا ثواب ہے۔ اسی طرح خریدنے کے بعد کوئی شخص کسی وجہ سے واپس کرنا چاہے تو واپس کر دینا چاہیے یہ کہنا بہتر نہیں کہ واپس نہیں ہوگا، اس کا بھی بہت بڑا ثواب ہے، اس میں رعایت کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ رعایت سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ آج ہم اللہ کے بندوں کے ساتھ

رعایت کریں گے، کل اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں اور لغزشوں سے رعایت فرمائیں گے اور ہوسکتا ہے کہ اس عمل سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ ہمارے کاروبار میں کئی گنا اضافہ فرمادیں۔

جس نے خیار کی شرط لگائی ہے اس کے پاس یہ اختیار کتنے وقت تک رہ سکتا ہے۔ یہ تفصیل طلب اور فقہی مسئلہ ہے اور اس میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں، مدت صرف تین دن کی ہوگی، امام محمدؒ فرماتے ہیں یہ مدت فریقین کی باہمی رضامندی سے کچھ بھی ہوسکتی ہے۔ دلائل فقہ کی کتب میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

قیمت بڑھانے کی ہر ترکیب گناہ ہے

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمانوں کے خرید و فروخت کے معاملہ میں کسی بھی قسم کی کوئی ایسی ترکیب نکالے جس سے قیمت بڑھ جائے اور مہنگائی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اسے قیامت کے دن جہنم کی بڑی سزا دے۔

(مسند احمد: 20313)

نوٹ مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کیا یا ایسی ترکیب نکالی کہ اشیاء کے ریٹ بڑھ جائیں، مثلاً

1. جو عام ریٹ چل رہا تھا، بلا وجہ تمام تاجروں کو کہہ دیا کہ آج یا اب اتنے زائد ریٹ میں اشیاء بیچو تاکہ زائد فائدہ ہو۔
2. تمام تاجروں کو کہہ دیا جائے کہ آج سامان روک لو جب لوگ شے کے نہ ملنے پر زائد قیمت دینے پر تیار ہوں تب بیچنا۔
3. دکاندار نے مال عام ہونے سے روک لیا اور اسٹاک کر لیا۔
4. مال کو منڈی میں جانے سے روک دیا تاکہ منڈی میں نہ ہونے پر دام بڑھ جائے تب وہاں جانے دیا جائے۔ بہر حال جان بوجھ کر کوئی ایسی صورت اپنائی یا دوسرے کے ذریعے پیدا کروائی کہ چیز کا ریٹ بڑھ جائے تو یہ حرام اور ناجائز ہے، اس کی سزا جہنم کی شدید ترین آگ ہے۔

قیمت کو زیادہ بتا کر پھر کم کرنا مناسب نہیں

حضرت قیلہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مروہ کے مقام پر آئی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں خریدنے اور بیچنے والی عورت ہوں، جب میں کسی چیز کو خریدنا چاہتی ہوں تو جتنے میں خریدنے کا ارادہ ہوتا ہے اس سے کم دام لگاتی ہوں پھر زیادہ کرتی ہوئی اس دام پر پہنچ جاتی ہوں جس دام میں خریدنا چاہتی ہوں۔

اور جب میں کسی سامان کو بیچتی ہوں تو اس سے زیادہ دام لگاتی ہوں جتنے لینے کا ارادہ ہوتا ہے، پھر کم کر کے اسی دام تک پہنچ جاتی ہوں جس دام پر بیچنا چاہتی ہوں؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے قیلہ رضی اللہ عنہ ایسا مت کرو، جب تم کسی سامان کو خریدنا چاہتی ہو تو اس کی اتنی ہی قیمت لگاؤ جتنے میں تم خریدنا چاہتی ہو خواہ ملے یا نہ ملے اور جب تم کسی سامان کو بیچنا چاہو تو بھی اس کے اتنے ہی پیسے بتاؤ جتنے میں تم اسے دینا چاہتی ہو، خواہ فروخت ہو یا نہ ہو۔

(ابن ماجہ: 2204)

نوٹ گاہک کو قیمت بڑھا کر بتلانا پھر رعایت کر کے گاہک کے ذہن میں دام کم کرنے کا احسان ڈالنا سراسر غلط ہے۔ حالانکہ اس نے رعایت نہیں کی البتہ رعایت کے بہانے دھوکا دیا۔

☆ آج کل عموماً چیزوں کی فروخت میں ایسا ہی ہوتا ہے، آدمی بسا اوقات دھوکا کھا جاتا ہے، اپنے اندازے سے کم کرنے کے بعد بھی زیادہ قیمت دے بیٹھتا ہے، بعد میں جب اسے دھوکے کا علم ہوتا ہے تو یقیناً اسے قلبی/ ذہنی تکلیف پہنچتی ہے جو گناہ کا باعث بن جاتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح فرمان موجود ہے کہ جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم:101)

خرید وفروخت کا یہ طریقہ کئی طرح کی برائیوں پر مبنی ہے اس میں غلط بیانی بھی ہے اور دھوکا بازی بھی۔ اسلام نے ایسے تمام طریقوں کی نفی کی ہے۔ جن سے کسی انسان کو ذہنی یا جسمانی تکلیف پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ

اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جب بات کرو تو بالکل سیدھی بات کرو (تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ (33:احزاب:70-17)

اسلام میں منافع کی شرح (Percentage) کی کوئی پابندی نہیں ہے اس لئے کسی شے کی قیمت متعین کرنے کے لئے یہ اصول اپنائیں کہ اس شے کی لاگت (Cost) اور اخراجات کے بعد اپنے لئے نہایت مناسب کم سے کم منافع کی رقم شامل کر کے کسی شے کی قیمت مقرر کر لی جائے۔ یا اس بات کو وہ اپنے لئے سوچے کہ اگر یہ شے مجھے ملے تو میں اس پر دوسرے کو کتنا منافع دینا پسند کروں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرو“۔ (ابن ماجہ:4217)

نیز فروخت کرنے والے کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ کسی شخص کو کسی بھی رشتہ داری، دوستی، واقفیت یا کسی بھی تعلق کی وجہ سے ریٹ کم کر کے کوئی چیز دینا چاہتا ہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن وہ اس طریقہ کار کو مستقل نہ اپنائے کیونکہ اس سے اور دکانداروں کی حق تلفی ہوگی۔

دو ہم جنس چیزوں کا کمی بیشی کیساتھ تبادلہ جائز نہیں ہے

حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا "یہ کہاں سے آئی ہیں؟"۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا "میرے پاس ہلکی کھجوریں تھیں، میں نے ان میں سے دو صاع (پیالے) کے بدلے یہ ایک صاع عمدہ کھجوریں لے لی ہیں، تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلا سکوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "افسوس! افسوس! یہ تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کیا کرو، ہاں البتہ جب (عمدہ کھجور) خریدنے کا ارادہ ہو تو خراب کو بیچ لو اور (اس کی قیمت سے) عمدہ کھجور خرید لو"۔ یعنی چیز سے چیز کو تبدیل (Replace) نہ کرو بلکہ رقم لے کر پھر خریدو۔

(بخاری: 2312، مسلم: 1594)

نوٹ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خراب کھجوریں زیادہ دے کر ان کے بدلے تھوڑی عمدہ کھجوریں خریدی تھیں، یعنی ایک جنس کی چیز میں کمی بیشی واقع ہو

گئی۔ یہ چیز ناجائز ہے۔

ناپ تول میں کمی پر عذاب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت تم ایک ایسے کام کے ذمہ دار ہو کہ جس میں کوتاہی کی وجہ سے پچھلی قومیں ہلاک ہوئیں اور ان کی تباہی کی وجہ ناپ تول کا صحیح نہ ہونا تھا۔ (ترمذی:1217)

نوٹ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو شرک کے علاوہ ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹا دیا تھا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾

اے میری قوم کے لوگو! ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان چیزوں میں (جو ان کا حق اور حصہ نکلتا ہے) نقصان نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ (11:ھود:85)

چنانچہ اس قوم نے معمولی دنیوی فائدہ کے پیش نظر حکم الٰہی کو قبول نہیں

کیا اور ناپ میں کمی کرتے رہے۔ چنانچہ جب ناپ کر دوسرے کو دیتے تو کم کر دیتے، (جسے ہماری زبان میں "ڈنڈی مارنا" کہتے ہیں) اور جب دوسروں سے لیتے تو پورا پورا لیتے۔ یعنی انہوں نے لوگوں کو دینے کا پیمانہ، پیمائش یا وزن الگ رکھا تھا اور لینے کا الگ رکھا تھا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ﴿۳﴾

تباہی و بربادی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں کم کر کے دیتے ہیں۔ (83:مطففین:1-3)

پھر اس قوم پر اس طرح عذاب آیا کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے بادل بھیجے جن کا سایہ زمین پر پڑا اور ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں تو قوم کے لوگ اس ٹھنڈے سایہ کے نیچے جمع ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کو بلا کر اکٹھا کر لیا، اللہ تعالیٰ نے اس بادل سے آگ برسا کر سب کو جلا کر بھسم کر دیا، اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ (26:الشعراء:189)

آخر کار! ان کو بادلوں کے سایہ کے عذاب نے پکڑ لیا اور ہلاک کر دیا۔

(روح المعانی: 118/10)

ماپ تول میں کمی پر قحط کا عذاب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جو قوم ماپ تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط سے دوچار کر دی جاتی ہے''۔

(ابن ماجہ: 4019، بیہقی فی شعب الایمان: 3314)

تولتے وقت شے کا پلڑا بھاری ہو

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، پائے جامہ کا بھاؤ کیا، ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فروخت کر دیا اتنے میں ایک شخص (جو اجرت لے کر وزن کر رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس) سے فرمایا: وزن کرو اور جھکتا ہوا تولو۔

(ترمذی: 1305، ابوداؤد: 3336)

نوٹ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ شے کا پلڑا نیچے جھکا رکھتے ہیں یا شے مطلوبہ مقدار سے تھوڑی زیادہ دیتے ہیں، ان کی دکان میں بڑی برکت ہوتی ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پر عمل کر رہے ہوتے ہیں۔

ماپ تول کے بغیر غلہ کے ڈھیر کا سودا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے ایسے ڈھیر کا سودا کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا معروف پیمانے سے ماپ معلوم نہ ہو''۔ (مسلم: 1530)

نوٹ معلوم ہوا کہ غلے یا کسی بھی جنس کا ماپنے یا تولنے کے بغیر سودا کرنا جائز نہیں۔ تولنے کی چیز ہو تو اسے ضرور تولنا چاہئے اور اگر ماپنے کی چیز ہو تو اسے ضرور ماپنا چاہئے، پھر سودا کرنا چاہئے۔ اندازے سے دینا صحیح نہیں ہے، اس کا نقصان یہ ہے کہ کسی ایک کا حق مارا جاتا ہے۔

وسعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وسعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

(بخاری: 2287، مسلم: 1564)

نوٹ جس کا حق نکلے اسے جلدی دینے کا حکم ہے، کام کروانے والے لوگ اکثر و بیشتر ایسا ہی مزاج رکھتے ہیں۔ کام کروا لیتے ہیں اور جب اجرت دینی ہو تو یہ کہتے ہوئے ٹالتے رہتے ہیں کہ کل لینا، پرسوں لینا، اگلے ہفتہ لینا،

بیچارے غریب لوگ مزدوری اس لئے کرتے ہیں کہ فوراً اجرت ملے گی اور وہ اسے اپنی ضروریات پر خرچ کریں گے اور کام کروانے والے اپنے جیب اور تجوری میں کمی کرنا نہیں چاہتے، گنجائش ہونے کے باوجود اجرت دینے میں ٹال مٹول کرنا یا آج کل پر ٹالنا ظلم ہے اور یہ عمل دوسرے کی بددعا لینے کا بھی باعث بن سکتا ہے۔

اپنے حق کو چھوڑنے کا اجر

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اپنا حق محض جھگڑے اور فساد سے بچنے کے لئے چھوڑ دے اس کے لئے جنت کے گوشوں میں ایک گھر کا ذمہ لیتا ہوں۔ (ابو داؤد: 4800)

نوٹ یعنی کسی جائیداد میں یا مال میں یا اور کسی شے میں کسی شخص کا صحیح حق جو شریعت سے ثابت ہے، نکل رہا ہے یا کسی کے پاس مال یا قرض یا اور کوئی چیز باقی ہے، اب یہ شخص اپنا حق مانگتا ہے یا حاصل کرنا چاہتا ہے تو جس کے پاس اس کا حق نکلتا ہے وہ نہیں دیتا، یہاں تک کہ جھگڑے اور لڑائی کی نوبت آجاتی ہے، پس ایسی صورت میں کوئی شخص جھگڑے اور فساد سے بچنے کے لئے اپنا جائز حق چھوڑ دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں گھر عطاء کرے گا اس لئے

کہ جھگڑے اور لڑائی میں کئی گناہوں اور نامناسب کاموں کے راستے کھل جاتے ہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس سے قرض واپس لینا ہے وہ شخص مالی لحاظ سے مستحکم بھی ہوتا ہے اور ادا بھی کر سکتا ہے لیکن عادتاً یا نیت کی خرابی کے سبب ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا ہے۔ اس صورتحال میں جس شخص نے قرض واپس لینا ہے وہ اگر نہ غصہ کرے نہ بدزبانی کرے اور صرف صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور صبر کا اجر عطاء فرمائیں گے اور یہ بات بھی ہم سوچ لیا کریں کہ اگر وہ شخص اس وقت مجھے میری رقم نہیں دے رہا تو ہو سکتا ہے کہ شاید یہ پیسہ ابھی میرے لئے کسی نفع کا باعث نہ ہو بلکہ اس سے کوئی نقصان پہنچ سکتا ہو جس سے اللہ تعالیٰ مجھے بچا رہا ہے۔ جب اللہ کو منظور ہو گا اور میرے فائدہ میں ہو گا اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے یہ قرض دلوا دے گا۔ لیکن اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ احسن انداز سے مسلسل کرتا رہے۔

(**راقم اس جگہ ایک بات اپنی طرف سے عرض کرنا چاہتا ہے** کہ اگر کبھی ایسا موقع آ جائے کہ قرض دینے والا ہر لحاظ سے مستحکم ہے اور دے بھی سکتا ہے لیکن عادتاً یا مزاجاً وہ رقم نہیں دے رہا تو لینے والا شخص اپنی زندگی میں مطالبہ تو ضرور کرتا رہے۔ البتہ اس کو دل سے معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا

کرے کہ اگر یہ شخص دنیا میں رقم واپس کر دیتا ہے تو میں ضرور لے لوں گا اور اگر یہ نہیں دیتا اور ہم میں سے کسی کی موت واقع ہو جاتی ہے تو اس کے حق میں یہ دعا کرے کہ "اے اللہ! میری وجہ سے اس کو آخرت میں عذاب نہ دینا نہ اس کے نیک اعمال میرے کھاتے میں اور نہ میرے گناہ اس کے کھاتے میں ڈالنا بلکہ تو مجھے اس صبر کے بدلے اپنی طرف سے انعام اور اجر عطاء فرمانا"۔)

دو شریکوں کے درمیان اللہ تعالیٰ موجود رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "میں دو مل کر ساتھ میں کام کرنے والوں کے درمیان میں رہتا ہوں جب تک کوئی ایک دوسرے سے خیانت نہ کرے۔ جب ان میں سے کوئی خیانت کرتا ہے تو میں دونوں کے درمیان سے نکل جاتا ہوں"۔ (ابو داؤد:3383)

السابق فالسابق

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر دونوں کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب دو صاحبِ اختیار ایک ہی چیز بیچیں تو وہ چیز اس کی ہوگی جس نے پہلے بیچی"۔ (ابن ماجہ:2190)

نوٹ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو اصحاب شراکت (Partnership) میں کام کر رہے ہوں اور ایک شریک کوئی چیز بیچ دیتا ہے پھر دوسرا شریک اسی چیز کو لاعلمی کے طور پر دوبارہ بیچ دیتا ہے تو پہلے شریک (Partner) کی فروخت مانی جائے گی۔

بہترین شراکت دار کی خصوصیت

حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: آپ جاہلیت کے زمانہ میں میرے ساتھ شراکت پر کام کرتے تھے اور آپ بہترین شراکت دار تھے، نہ آپ کوئی جھگڑا کرتے اور نہ کبھی کوئی اعتراض کرتے۔ (ابن ماجہ:2287، ابوداؤد:4836)

غیر مسلموں سے شراکت منع ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے ساتھ یہودی، نصرانی اور آتش پرست کو شریک نہ کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وجہ سے کہ وہ سودی کاروبار کرینگے اور سود حلال نہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:19980)

نوٹ غیر مسلموں کو اپنا شراکت دار (Partner) بنانا یا ان کے ساتھ شریک ہو کر کاروبار کرنا درست نہیں ہے اور اس کی حکمت اور سبب ظاہر ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پاک کمائی سے کھانے کو کہا ہے جبکہ غیر مسلم پاک و ناپاک اور حلال و حرام کی تمیز و شعور سے عاری ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ ان سے ایسا مال خریدنے اور بیچنے میں کوئی حرج نہیں جس میں ناپاک یا حرام ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اس میں اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ اگر کوئی مسلمان تو ہے لیکن وہ حلال اور حرام، پاکی، ناپاکی کی تمیز نہیں کر رہا تو ایسے فرد کے ساتھ بھی شراکت ناجائز ہے۔

کاروباری حضرات میں حسد کا تدارک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ جو تم سے مال و دولت میں اور دنیاوی جاہ و مرتبہ میں کم ہیں ان کی طرف دیکھو تو تمہارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہوگا اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھو جو تم سے مال و دولت میں اور دنیاوی ساز و سامان میں بڑھے ہوئے ہیں تاکہ جو نعمتیں تمہیں اس وقت ملی ہوئی ہیں وہ تمہاری نگاہ میں حقیر نہ ہوں۔ (ورنہ اللہ کی ناشکری کا جذبہ ابھر آئے گا)

(مسلم: 1963)

سود کا لغوی مفہوم

سود فارسی زبان کا لفظ ہے اور اردو میں بھی مستعمل ہے اس کا معنی ہے ''نفع'' انگلش میں اس کے لئے Interest اور عربی میں اَلرِّبٰوا کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کا معنی ''زیادتی، بڑھوتری'' ہے۔

سودی کاروبار کی ممانعت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو فروغ دیتا ہے۔ (2:البقرہ:276)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الرِّبَا وَآكِلَهُ وَمُوْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَهُ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ

اللہ تعالیٰ نے سود، سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سودی معاملات لکھنے والے اور ان پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے، نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (مسلم:1598، صحیح الجامع:5094)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''سود کے تہتر 73 دروازے (درجے) ہیں اور سب سے ہلکا درجہ اپنی والدہ سے نکاح کرنے کے مترادف ہے۔

(ابن ماجہ:2274)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سود اگرچہ دیکھنے میں زیادہ لگتا ہے، لیکن انجام ہمیشہ قلت (تنگدستی) ہی ہوتا ہے“۔ (المستدرک للحاکم: 2262)

تجارت کو سود کہنے والوں کا حال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، ان کا حال اس شخص جیسا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی (مجنون یا پاگل) کر دیا ہو اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ”تجارت بھی تو آخر سود ہی کی طرح چیز ہے“، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔ (2:البقرہ:275)

عذاب الٰہی کے مستحق لوگ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی قوم یا بستی میں بدکاری اور سود خوری نمایاں طور پر ہونے

لگے تو یوں سمجھو کہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنالیا۔
(مستدرک حاکم: 2261)

سود خور کا انجام بد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوئی اس رات جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر کی طرف دیکھا وہاں گرج، چمک اور کڑک ہو رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ اس طرح پھولے ہوئے تھے کہ جیسے گھر ہوتے ہیں۔ ان میں سانپ ہی سانپ تھے اور وہ سانپ باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا: **یہ سود خور لوگ ہیں۔**
(مسند احمد: 8640، ابن ماجہ: 2273)

سودی لین دین کرنیکا انجام

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس لے گئے۔ وہاں سے اوپر کو چلے۔ یہاں تک کہ ہم سب خون کے ایک دریا کے پاس پہنچے جس میں ایک آدمی کھڑا ہوا تھا اور دریا کے کنارے پر ایک اور آدمی

تھا جس کے ہاتھ میں پتھر تھے۔ جو آدمی دریا میں کھڑا تھا وہ دریا سے باہر نکلنے کے لئے آگے بڑھتا تو کنارے پر کھڑا آدمی اس کے چہرے پر پتھر مار مار کر اسے وہیں پہنچا دیتا جہاں سے وہ چلا تھا۔ اس طرح مسلسل ہو رہا تھا۔ وہ نکلنے کی کوشش کر رہا تھا اور یہ نکلنے نہیں دیتا تھا۔ وہ شخص جب بھی کنارے پر آتا یہ چہرے پر ایک پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: جس کو میں دریا میں دیکھ رہا ہوں وہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں سود کھاتا تھا۔ (بخاری: 7047)

سود ایک مشروط اضافہ

یہاں یہ واضح رہے کہ سود صرف اس اضافے کا نام ہے جس کی وصولی کی شرط قرض دیتے وقت لگائی جائے اور اگر شرط نہ لگائی گئی ہو اور مقروض قرض کی ادائیگی کے وقت خود اپنی مرضی سے کوئی چیز اضافی طور پر دے دے تو یہ سود نہیں بلکہ یہ قرض کی ادائیگی کا اچھا طریقہ ہے جس کی اسلام نے بھی ترغیب دلائی ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی آدمی سے ایک اونٹ بطورِ قرض لیا اور جب اسے لوٹانے کا وقت آیا تو اتنی عمر کا تو نہیں البتہ اس سے بڑی عمر کا بہتر اونٹ موجود تھا تو آپ نے وہی دے دیا اور فرمایا کہ اِنَّ خِیَارَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً "تم میں بہترین

لوگ وہ ہیں جو قرض ادا کرنے میں سب سے اچھے ہیں“۔

(بخاری:2305، مسلم:1601)

تجارت اور سود میں فرق

تجارت اور سود میں فرق سمجھنے کے لئے درج ذیل مزید چند نکات ملاحظہ فرمائیے:

1. سود میں نفع کا حصول یقینی ہوتا ہے جبکہ تجارت میں نفع بھی ہوسکتا ہے اور نقصان بھی۔
2. سود میں صرف رقم کا رقم سے تبادلہ ہوتا ہے اور مخصوص مہلت کے عوض قرض کی رقم پر اضافی رقم حاصل کی جاتی ہے جبکہ تجارت میں رقم کے بدلے کوئی جنس خریدی/ بیچی جاتی ہے جس کے لئے محنت و مشقت کی جاتی ہے اور پھر اسی کوشش و کاوش کے نتیجے میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔
3. بینک کا لیز اور قسطوں کا کاروبار بھی سود کی ایک شکل ہے۔

سود پر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جنگ کی وعید

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم حقیقت میں ایمان والے ہو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ (2:البقرہ:278-279)

یہ ایسی سخت وعید ہے جو اور کسی گناہ کے ارتکاب پر نہیں دی گئی۔ اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اسلامی مملکت میں جو شخص سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑا دے۔

(تفسیر الطبری: 6261، تفسیر ابن ابی حاتم: 2919)

کیا توبہ کے بعد سود کی بقیہ رقم وصول کی جا سکتی ہے؟

سود سے توبہ کر لینے کے بعد اگر کسی نے لوگوں سے سودی رقم وصول کرنی ہے تو نہ لے بلکہ اپنی اصل رقم ہی وصول کرے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ ۚ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۹﴾

اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصلی مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

(2:البقرہ:279)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ”خبردار! جاہلیت کا ہر سود ختم کر دیا گیا ہے اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ (ابوداؤد:2852)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں سودی کاروبار کیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا نازل ہوئی تو ان کی بہت بڑی سودی رقم واجب الوصول تھی، جو انہوں نے چھوڑ دی۔ (مسلم:2128)

نوٹ جو مال حرام طریقے سے لاعلمی کی بناء پر کسی کی ملکیت میں آ گیا ہو تو کسی ضرورت مند کو دے کر اس سے جان چھڑائی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لینی چاہئے اور کوشش کریں کہ پھر کبھی دوبارہ یہ گناہ نہ ہو۔

بینکوں میں اکاؤنٹ کھلوانا

جو شخص یہ نیت رکھ کر بینک میں اکاؤنٹ کھلواتا ہے کہ اس سے منافع حاصل کرے گا تو ایسا اکاؤنٹ کھلوانا ناجائز ہے کیونکہ اگر سیونگ اکاؤنٹ ہوگا تو وہ سود لینے دینے کی وجہ سے حرام ہے اور اگر کرنٹ اکاؤنٹ ہوگا تو وہ سودی کاروبار میں تعاون کی وجہ سے ناجائز ہے اور کوشش کی جائے کہ بینک سے کسی بھی قسم کا قرض (Loan) نہ لیا جائے۔

البتہ اگر کوئی مجبوری ہو جیسے بینک کے بغیر پیسے کی حفاظت ممکن نہ ہو یا پھر رقم کی ادائیگی/ وصولی کیلیئے بینک اکاؤنٹ ہونا ضروری ہو تو پھر کرنٹ اکاؤنٹ کھلوانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ پیسے کے بغیر نہ کوئی دنیوی کام کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی دینی کام۔ ویسے بھی اسلام میں پیسے کی حفاظت کی ترغیب دی گئی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا

اور بے وقوفوں (نابالغ اور بے سمجھ بچوں یا کم بصیرت عورتوں وغیرہ) کو اپنا مال مت دو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گزران (گزر بسر) کا سبب بنایا ہے۔ (4:النساء:5)

یہاں بے وقوفوں کو مال نہ دینے کا حکم اسی لئے ہے کہ پیسے کو ضائع ہونے سے بچانا اور پیسے کی حفاظت مقصود ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں پیسے کی حفاظت میں قتل ہونے والے کو شہید کہا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔

(ابوداؤد:4772، ابن ماجہ:2580، ترمذی:1418، سنن نسائی:4087)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جسے حلال قرار دیا، وہ حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا، وہ حرام ہے اور اللہ تعالیٰ جن چیزوں سے خاموش رہے، ان میں عافیت ہے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کو قبول کرو، کیونکہ اللہ بھولنے والا نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی: (مستدرک حاکم:3419)

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ ترجمہ تمہارا رب بھولنے والا نہیں ہے۔
(19 : مریم: 64)

بینک کی ملازمت

اسی طرح جس معاشرے میں جس شخص کو یہ یقین ہو کہ اس بینک کا نظام سود پر چل رہا ہے، اس بینک کی ملازمت بھی ناجائز اور حرام ہے اور اسی طرح ہر وہ معاشی ادارہ جس کا نظام سود یا کسی اور ممنوع و حرام سرگرمی پر مبنی ہو اِسی زمرے میں آتا ہے۔

5 برے کام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

1 **زنا**:۔ یہ اگر کسی گروہ میں علانیہ ہونے لگے تو انہیں ایسی ایسی بیماریاں

لاحق ہوں گی جو پہلوں میں نہیں تھیں۔

2 **ناپ تول میں کمی** : یہ برائی کسی قوم میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر قحط اور خشک سالی مسلط کرتا ہے اور وہ قوم ظالم اقتدار کے ظلم کا نشانہ بنتی ہے۔

3 **زکوٰۃ نہ دینا** : یہ خرابی جن لوگوں میں پیدا ہوتی ہے ان پر آسمان سے پانی برسنا رُک جاتا ہے اگر اس علاقے میں جانور یا چڑیاں نہ ہوں تو ذرا بھی بارش نہ ہو۔

4 **اللہ و رسول سے غداری اور عہد شکنی**

یہ خرابی جب رونما ہوتی ہے تو اللہ ان کے اوپر غیر مسلم دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔

5 **کتاب اللہ کے مطابق حکومت نہ کرنا**

اگر مسلمان حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق حکومت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ مسلم معاشرہ میں پھوٹ ڈال دیتا ہے اور وہ آپس میں کشت و خون کرنے لگتے ہیں۔ (ابن ماجہ:4019)

مال کے 3 حصے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بندہ کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے میرا مال ہے حالانکہ اس کے لئے اس کے مال میں صرف تین حصے ہیں 1 جو کھالیا اور ختم کر دیا۔۔۔۔۔ 2 جو پہن لیا وہ بوسیدہ کر دیا۔۔۔ 3 جو کچھ اللہ کی راہ میں دیا وہی اس نے آخرت کے لئے جمع کیا۔اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کا نہیں ہے، اسے تو وہ اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جائے گا اور خود خالی ہاتھ جائے گا۔ (مسلم: 2958)

کئی سال پہلے یا پھل پکنے سے قبل خرید و فروخت منع ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھلوں کی ایک ہی دفعہ کئی سالوں کی خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(سنن نسائی: 4531)

نوٹ کسی باغ یا مخصوص درختوں کے پھل کئی سال کے لئے پیشگی فروخت کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سراسر دھوکا ہے، نیز یہ ایک مجہول چیز کی بیع ہے۔مزید برآں یہ کہ فروخت کرنے والا ایک ایسی چیز کا سودا کر رہا ہے جس کا کوئی وجود نہیں اور خریدار بھی ایک ایسی چیز خرید رہا ہے جو معدوم (موجود نہیں) ہے، پھر اس کی کوئی ضمانت بھی نہیں ہوتی کہ واقعی پیداوار ہوگی، لہٰذا فروخت کس چیز کی؟

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پھلوں کا نفع ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ اس وقت فروخت کرو یہاں تک کہ اس کا نفع ظاہر ہو جائے اور آفتوں سے محفوظ ہو جائے۔ (بخاری:1486، مسلم:1535، سنن نسائی:4519)

نوٹ اسلام کا خرید و فروخت اور تجارت و کاروبار کا ایک مستقل اور حقیقت پر مبنی تصور و نظریہ اور ضابطہ ہے جس میں کسی بھی طرح کی دھوکا بازی، چکر بازی، جوابازی اور حیلہ تراشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ اس انداز میں ہمارا دین کاروبار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

- کوئی بھی ایسی چیز جس کا ابھی وجود ہی نہیں اس کی خرید و فروخت اسلام میں ناجائز ہے، اس لئے باغات کے پھلوں کی فروخت اس وقت جائز ہے جب اپنا رنگ بدل لیں، جب تک پھل شگوفے کی شکل میں ہے اور ناقابل استعمال ہے تب تک اس کی خرید و فروخت سے شریعت نے منع کیا ہے۔

- اس دور میں بہت سے کاروباری مشغلے ایسے ہیں جو دین اسلام کے ضابطۂ تجارت و کاروبار کے مطابق نہیں ہیں مگر بہت سے مسلمان انہیں حلال و جائز کاروبار سمجھ کر اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لئے انتہائی احتیاط کرنے اور ان علماء سے جو قرآن حدیث کا صحیح علم رکھتے ہوں، صحیح آگاہی حاصل کرتے رہنے کی اشد ضرورت ہے۔

تھنوں میں دودھ روکنا ناجائز ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ روک کر نہ رکھو''۔ (بخاری: 2150، مسلم :1515)

یعنی جانور بیچنے کی غرض سے اس کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کرو، جس سے خریدار کو دھوکا دیا جا سکے۔ مزید اس بارے میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ''جان لو کہ اونٹنی، گائے، بکری، گھوڑی اور گدھی وغیرہ کے تھنوں میں دودھ جمع کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ ملاوٹ اور دھوکا ہے''۔ (شرح مسلم :162/10)

نوٹ اس کا مطلب ہے کہ اونٹنی، بکری اور گائے وغیرہ کا دودھ نہ دوہنا اور اسے تھنوں میں جمع کر کے رکھنا، تا کہ خریدار یہ سمجھے کہ یہ جانور تو بہت زیادہ دودھ دینے والا ہے، شرعی اعتبار سے حرام ہے کیونکہ یہ دھوکے کا سودا ہے اور باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کے مترادف ہے۔

- اسی طرح عیدالاضحیٰ کے دنوں میں اکثر قربانی کے جانوروں کو ایسی غذا کھلا دی جاتی ہے جس سے وہ وزن دار اور موٹے ہو جاتے ہیں جو وقتی طور پر تو گاہک کو متاثر کرتی ہے لیکن جب خریدار اس جانور کو گھر لے جاتا ہے تو ایک دن بعد وہ جانور اصلی حالت میں آ جاتا ہے اور اس طرح فروخت کرنے والا

دھوکے کا مرتکب ہوجاتا ہے اور یہ کمائی ناجائز ہوجاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایسی چیز ظاہر کرنے والا جو حقیقت میں اس طرح نہ ہو، اس شخص کی طرح ہے جس نے جھوٹ کا لباس پہنا ہوا ہے''۔ (بخاری: 5219، مسلم: 2130)

کھیتی باڑی اور بکریاں پالنا

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے کاروبار میں سب سے بہتر کاروبار کھیتی باڑی کرنا اور بکریاں پالنا ہے، یہ حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کا طریقہ ہے اور کھیتی والے کو جو کچھ بھی اس کے کھیت میں ہوتا ہے اس کا ثواب ملتا ہے خواہ وہ اس کی اپنی محنت سے اگانے سے ہو یا خود بخود اُگ جائے، یہاں تک کہ اس کے کھیت میں سے کوئی پرندہ، چیونٹی اور کیڑا مکوڑا وغیرہ جو کھا لیتے ہیں اس کا بھی اس کاشت کار کو ثواب ملتا ہے۔ (اصلاح المال لابن ابی الدنیا:300)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان بھی کوئی چیز اگاتا ہے تو اس میں سے جو کھایا جاتا ہے اس کے عوض اسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ جو اس کی کھیتی میں سے چوری کر لیا جائے اس کے عوض بھی کاشت کار کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے، جو کچھ کوئی درندہ کھا لے یا جو

کچھ کوئی پرندہ کھالے اس کے عوض بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے، الغرض اس کے کھیت میں جو بھی کمی اور نقصان ہو جائے اس پر اسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

(مسلم: 1552)

لین دین کے معاملات لکھ لینے چاہئیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ ۖ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے مقررہ میعاد پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہئے کہ تمہارا آپس کا معاملہ عدل وانصاف سے لکھے۔ کاتب کو چاہئے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ لینا چاہئے اور جس کے ذمہ حق ہو وہ لکھوائے اور اپنے اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ کمی نہ

کرے۔ ہاں جس شخص کے ذمہ حق ہے وہ اگر نادان ہو، یا کمزور ہو، یالکھوانے کی طاقت نہ رکھتا ہوتو اس کا ولی عدل کے ساتھ لکھوادے اور اپنے میں سے دومرد گواہ رکھ لو۔ (2:البقرہ:282)

نوٹ ہمارے ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دوستوں نے یا رشتہ داروں نے آپس میں شراکت میں کوئی کاروبار کرنے کا ارادہ کیا اور یونہی زبانی کلامی چیز طے کر لی۔ توجہ دلانے پر جواب دیا جاتا ہے کہ ''لکھنے کی کیا ضرورت ہے کہ کیا ہمارے اوپر اعتبار نہیں ہے؟'' یہ یادرکھیں کہ ہم جب بھی قرآن وسنت کی خلاف ورزی کریں گے تو اس کا نتیجہ نقصان ہی نقصان ہے، چاہے اُس کا آغاز نہایت اچھے انداز ہی میں کیوں نہ ہو۔

سودے میں سے کوئی مجہول چیز علیحدہ کر لینا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الثُّنْيَا اِلَّا اَنْ تُعْلَمَ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مکمل سودے میں سے) ایک آدھ چیز علیحدہ کر لینے سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ اس کی مقدار مقرر کر لی جائے''۔ (سنن نسائی:3880)

حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں کہ سودے میں استثناء کی صورت یہ ہے کہ

آدمی کوئی چیز فروخت کرے اور اسکا کچھ حصہ الگ کر لے۔ اگر تو مستثنیٰ (علیحدہ کی ہوئی چیز) معلوم ہو مثلاً درختوں میں سے ایک درخت، مختلف منازل میں سے ایک منزل اور زمین کی مختلف جگہوں میں سے کوئی ایک جگہ تو بالاتفاق یہ سودا صحیح ہے اور اگر مستثنیٰ (الگ کی ہوئی چیز) مجہول ہو مثلاً آدمی کسی نا معلوم چیز کو مستثنیٰ کر دے مثلاً وہ کہے کہ میں نے یہ ڈھیر فروخت کر دیا لیکن اس کا کچھ حصہ فروخت نہیں کیا تو سودا صحیح نہیں ہوگا اور ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ یہ سودا جہالت کی وجہ سے دھوکے پر مشتمل ہے۔ (فتح الباری: 354/5)

امام نووی سے بھی اس معنی میں قول مروی ہے۔ (شرح مسلم: 195/10)

نوٹ اس میں ایک یہ بھی نقصان ہے کہ سودا ہو جانے کے بعد فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے فلاں حصہ الگ کیا تھا لیکن خریدار کہے کہ میں نے فلاں حصہ یوں سمجھا تھا۔ اس طرح بدمزگی اور لڑائی کی نوبت پیدا ہوتی ہے۔

★ اَن دیکھی چیز کا سودا کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ بیچنے والا چیز کے مکمل اوصاف بیان کر دے گا۔ پھر اگر چیز اس کے بیان کردہ اوصاف کے مطابق ہو تو سودا لازم ہو جائے گا اور اگر نہ ہو تو خریدار کو سودا قائم رکھنے یا رد کرنیکا اختیار ہوگا۔ علاوہ ازیں بعض چیزوں کو دیکھنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے جیسے گھر خریدتے وقت اس کی بنیادیں دیکھنا یا یہ دیکھنا کہ اس میں میٹریل

(سیمنٹ/ بجری وغیرہ) کیسا لگایا گیا ہے۔ اسی طرح بعض اشیائے خورد و نوش اور ادویات وغیرہ ڈبوں یا پلاسٹک کے پیکٹوں میں بند ہوتی ہیں۔ یہ اور ان جیسی دیگر اشیاء کی خرید و فروخت بغیر دیکھے بھی درست ہے، البتہ وہ شرط یہاں بھی لاگو ہوگی کہ اگر کھولنے کے بعد کوئی چیز خراب نکل آئی تو بیچنے والا اسے واپس لینے کا ذمہ دار ہوگا۔

دھوکا نہ دینے کی شرط لگا کر سودا کیا جا سکتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص نے ذکر کیا کہ اسے بیع میں عام طور پر دھوکا ہو جاتا ہے

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِذَا بَایَعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَۃَ

ترجمہ سودا کرتے وقت کہہ دیا کرو کہ کوئی فریب و دھوکا نہیں ہوگا۔

(بخاری: 2307، 2117، مسلم: 1533، مسند احمد: 4412، ابوداؤد: 3500، نسائی: 252/7)

ایسی شرط لگانے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر بعد میں کوئی دھوکا ہوا تو مالک وہ چیز واپس لینے کا ذمہ دار ہوگا۔

نوٹ اگر یہ الفاظ لَا خِلَابَۃَ کہہ دے تو صحیح اور اگر نہ بھی کہے تو اخلاقی اور قانونی طور پر دکاندار وہ شے واپس لینے کا پابند ہوگا۔

سودے کی قیمت ادا کر کے سودا نہ لینا بھی درست ہے

جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اونٹ خریدا اور اسکی قیمت ادا کر دی۔ پھر فرمایا کہ **فَخُذْ جَمَلَكَ ذَلِكَ فَهُوَ مَالُكَ** ''اپنا اونٹ لے لو اور رقم بھی اپنے پاس رکھو، یہ سب تمہارا مال ہے''۔ (بخاری:2406، مسلم:715)

سودا مکمل ہونے کے بعد ایک فریق کا انکار اور دوسرے کا گواہ پیش کرنا

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دیہاتی سے گھوڑا خریدا اور اسے قیمت ادا کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے کر چلے۔ سودے کے وقت کوئی گواہ موجود نہ تھا۔ راستے میں کچھ لوگوں نے اس گھوڑے کی سودے بازی شروع کر دی کیونکہ انہیں علم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے خرید چکے ہیں اور خود دیہاتی بھی نہیں جانتا تھا کہ خریدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ چنانچہ وہ ان لوگوں کی باتوں میں آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگا کہ ابھی قیمت ادا کرو ورنہ میں کسی اور کو بیچ دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیہاتی کی یہ بات سنی تو وہیں کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا کہ کیا میں نے اسے تجھ سے خرید نہیں لیا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے یہ گھوڑا آپ کو

فروخت نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کیوں نہیں میں تو اسے تم سے خرید چکا ہوں۔ تو دیہاتی نے کہنا شروع کر دیا کہ ''هَلُمَّ شَهِيْدًا'' اچھا اگر خریدا ہے تو کوئی گواہ لاؤ''۔

یہ سن کر حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور گواہی دی کہ دیہاتی یہ گھوڑا بیچ چکا ہے (اور یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فیصلہ ہو گیا)۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم تو اس خرید و فروخت کے وقت موجود نہ تھے پھر تم نے یہ گواہی کیسے دی؟ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی تصدیق کی وجہ سے (یعنی ہم تو پہلے ہی بہت سی اشیاء کی تصدیق کر چکے ہیں جو ہم نے نہیں دیکھیں) تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دے دیا۔

(ابوداؤد: 3073، مسند احمد: 215/5)

گواہ نہ ہو تو مال کے مالک کی بات قابل ترجیح ہوگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان اختلاف ہو جائے اور ان کے درمیان کوئی شہادت یا ثبوت نہ ہو تو مال کے مالک کی بات معتبر سمجھی جائے گی یا پھر وہ سودا چھوڑ دیں۔

(ابوداؤد 2997، ابن ماجہ 1779)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دو باہم سودا کرنے والے آپس میں اختلاف کریں تو فروخت کنندہ کی بات معتبر تو سمجھی جائے گی لیکن اُسے اپنی بات کی تائید میں قسم بھی اٹھانی پڑے گی۔ (مسند احمد: 466/1)

کتے کی کمائی / قیمت

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری: 2238، مسلم: 1567، ابوداؤد: 3481، ترمذی: 1276، سنن نسائی: 309/7، ابن ماجہ: 2159، مسند احمد: 118/4)

اس روایت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جمہور اہل علم اور امام شافعی نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ مطلقاً ہر کتے کی خرید وفروخت ناجائز ہے اور اگر کوئی کتے کو مار دے تو اس کے ذمے کوئی تاوان نہیں کیونکہ اس کی کوئی قیمت ہے ہی نہیں۔ جبکہ امام مالک کے نزدیک کتے کی خرید وفروخت تو جائز نہیں البتہ اسے مارنے والے کو تاوان دینا پڑے گا۔ امام ابو حنیفہ کا کہنا ہے کہ شکاری اور فائدہ مند کتے کی خرید وفروخت درست ہے۔

(فتح الباری: 179/5، نیل الأوطار: 512/3، الروضة الندية: 194/2)

نوٹ کسی بھی کتے کی تجارت جائز نہیں سوائے شکاری کتے کے اور اس کی

دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکاری کتے کے علاوہ کسی بھی کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(سنن نسائی 4353، ابن ماجه 2161، ترمذی 1281)

بلی کی قیمت/کمائی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نَهَى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے“۔

(مسلم: 1569، ابوداؤد: 3479، ترمذی: 1279)

★ بلی کی تجارت میں اگرچہ اختلاف تو ہے لیکن قابل ترجیح رائے یہی ہے کہ بلی کی تجارت حرام ہے جیسا کہ درج بالا صحیح حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

(نیل الأوطار:513/3)

گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ النَّفْخِ فِي اللَّحْمِ لِلْبَيْعِ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کے لئے گوشت میں ہوا بھرنے سے منع فرمایا ہے“۔

(مصنف ابن ابی شیبة: 23208)

خونی رشتوں میں بیع کے ذریعے تفریق ڈالنا

1 حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "جس نے ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالی اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے اور اس کے اعزاء و اقارب کے درمیان جدائی ڈال دینگے"۔

(ترمذی: 1283، مسند احمد: 5/413)

2 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں دو غلام بھائیوں کو فروخت کر دوں، میں نے ان دونوں کو الگ الگ آدمیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پھر آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَدْرِكْهُمَا فَارْتَجِعْهُمَا وَلَا تَبِعْهُمَا إِلَّا جَمِيعًا

"ان دونوں کو جا کر واپس لاؤ اور دونوں کو اکٹھا فروخت کرو"۔

(مسند احمد: 1045)

3 حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک لونڈی اور اس کے

بچے کے درمیان جدائی ڈال دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس سے روک دیا اور سودے کو رد کر دیا۔ (ابوداؤد:7345)

نوٹ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ماں اور اولاد کے درمیان، بہن بھائیوں کے درمیان اور لونڈی اور اس کی اولاد کے درمیان جدائی ڈالنا حرام ہے خواہ تجارت کے ذریعے ہو یا کسی اور طریقے سے۔ باپ کو بھی ماں پر قیاس کیا جائے گا اور والدہ اور بچے پر تمام خونی رشتہ داروں کو قیاس کیا جائے گا اور اگر کوئی ایسا سودا کر دیتا ہے تو وہ غلط ہوگا جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے سودا کر دیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ دونوں بھائیوں کو واپس لاؤ۔

(کتاب البیوع ...... حافظ عمران ایوب لاہوری ...... ص:95-94)

ایک بیع میں دو شرطیں یا دو سودے

1 حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا یَحِلُّ سَلَفٌ وَبَیْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِی بَیْعٍ

بیک وقت قرض اور بیع حلال نہیں اور نہ ہی ایک سودے میں دو شرطیں جائز ہیں۔ (ابوداؤد:3504)

امام بغوی ایک سودے میں دو شرطوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسے کوئی کہے میں تمہیں یہ غلام نقداً ایک ہزار کا دوں گا اور اگر

تاخیر سے ادائیگی کرو گے تو دو ہزار کا دوں گا۔ یہ ایک ہی بیع ہے جو کہ دو شرطوں پر مشتمل ہے۔ (شرح السنة:2112)

2 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ "رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے"۔

سنن ابوداؤد کی روایت میں یہ لفظ ہیں مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ فَلَهٗ اَوْكَسُهُمَا اَوِ الرِّبَا "جس کسی نے ایک چیز کی دو قیمتیں مقرر کیں وہ یا تو کم قیمت لے یا پھر وہ سود ہوگا"۔

(ترمذی:1231، ابو داؤد 3461، سنن نسائی 4232، مسند احمد 432/2)

مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں تمہیں فلاں کپڑا نقد ادائیگی کی صورت میں 100 روپے کا فروخت کرتا ہوں اور اُدھار کی صورت میں 150 روپے کا۔ یہ بیع اکثر اہل علم کے نزدیک فاسد ہے۔

تحفہ یا صدقہ کیا ہوا مال خود ہی خریدنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ کر دیا۔ وہ جس کے پاس تھا اس نے (اس کی مناسب دیکھ بھال نہ کر کے) اسے ناکارہ بنا دیا۔ میں نے جب دیکھا کہ وہ اسے سستے داموں بیچنے

والا ہے تو میں نے سوچا کہ یہ گھوڑا اس سے خرید لوں۔ چنانچہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ تمہیں یہ گھوڑا ایک درہم کے عوض بھی دے، تب بھی مت خریدنا کیونکہ صدقہ کر کے اسے واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے اور پھر خود ہی اسے چاٹ لیتا ہے۔

(بخاری: 1490، مسلم 1620، ابن ماجہ 2390)

نوٹ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی دوست یا رشتہ دار کو کوئی تحفہ یا صدقہ کر دیا جاتا ہے پھر بعد میں حالات آپس میں ناساز اور بگڑ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اتنا اختلاف پیدا ہو جاتا ہے کہ دیا ہوا تحفہ یا صدقہ کی ہوئی چیز کی واپسی کا مطالبہ کر دیا جاتا ہے، یہ ناجائز اور حرام ہے۔

بیع عینہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے، بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی میں ہی راضی ہو جاؤ گے اور جہاد ترک کر دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دینگے اور اس ذلت کو تم سے اس وقت تک دور نہیں کرینگے جب تک تم اپنے دین کی طرف پلٹ نہ آؤ''۔

(ابوداؤد: 3462)

نوٹ "بیع عینہ" یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز مقررہ قیمت پر (مثلاً 100 روپے) معین وقت (مثلاً ایک ماہ) تک کے لئے فروخت کرے جب یہ معین میعاد پوری ہو جائے تو خریدار سے وہی چیز کم قیمت (مثلاً 80 روپے) پر خرید لے کہ بقایا رقم (20 روپے) اس کے ذمہ باقی رہ جائے۔ اس کا نام عینہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ فروخت کردہ چیز (بعینہٖ) وہی ہے اور اسی حالت میں حاصل ہو جاتی ہے اور اصل مال خریدار سے لوٹ کر فروخت کنندہ کے پاس پھر پہنچ جاتا ہے۔ (سبل السلام: 1132/3)

ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے آٹھ سو درہم اُدھار کے عوض زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک غلام کی بیع کی اور پھر میں نے اسی غلام کو چھ سو درہم نقد کے بدلے ان سے خرید لیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا "تم نے بہت بری خرید و فروخت کی ہے"۔ (سنن دار قطنی: 3002)

نوٹ معلوم ہوا کہ بیع عینہ جائز نہیں کیونکہ اس میں سود کو جائز کرنیکا حیلہ کیا جاتا ہے۔ امام احمد، امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔

(روضۃ الطالبین: 81/3، الہدایہ: 47/3)

امام ابن قیم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ بیع ناجائز اور حرام ہے۔

(نیل الأوطار: 588/3)

جانداروں کے مجسموں پر مشتمل بچوں کے کھلونوں کی خرید و فروخت

اہل علم کا کہنا ہے کہ بچوں کے کھلونوں کی خرید و فروخت جائز ہے خواہ وہ جانداروں کے مجسموں پر ہی مشتمل کیوں نہ ہوں کیونکہ ایسے کھلونے گھروں میں رکھنا جائز ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس گڑیاں تھیں اور وہ ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں کھیلا کرتی تھی۔

(بخاری: 6130، مسلم: 6287)

اس قسم کی روایت کی تشریح میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بچیوں کی تصاویر اور کھلونے بنانے کا جواز ملتا ہے تاکہ اس سے بچے کھیل سکیں۔

(فتح الباری 6130)

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے کھلونوں میں ایک دو پروں والا گھوڑا بھی تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کا علم تھا۔

(ابوداؤد: 4932)

جب ایسے کھلونے گھر میں رکھے جا سکتے ہیں تو ان کی خرید و فروخت بھی درست ہے۔ کویتی فتویٰ کمیٹی نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔

(فتاوی قطاع الافتاء بالکویت: 96/4)

ذخیرہ اندوزی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بازار میں غلہ لانے والے کو رزق ملتا ہے اور ذخیرہ اندوز ملعون ہے''۔ (ابن ماجہ: 2153)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو غلہ وغیرہ روک کر رکھے تاکہ جب مہنگا ہو جائے تب مسلمانوں کو فروخت کرے تو وہ گنہگار ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بری ہیں۔ (مستدرک حاکم: 2166)

نوٹ ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ یہ اس کے بندوں کے ساتھ ظلم ہے اور جو اللہ کے بندوں پر رحم نہیں کرتا وہ نہ صرف یہ کہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے بلکہ اس کی لعنت اور پھٹکار کا بھی مستحق ہوتا ہے۔ غلہ اور تمام وہ چیزیں جن کا تعلق ایک عام آدمی کی روزمرہ ضروریات زندگی سے ہوتا ہے جیسے گندم، چاول، دالیں، تیل اور چینی وغیرہ، انہیں ذخیرہ اندوزی کی نیت سے روک کر رکھنا گناہ کا عمل ہے۔

غلہ نہ روکنے کا اجر وثواب

حضرت علقمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: جو شخص کسی علاقے سے مسلمانوں کے علاقہ میں غلہ لے جائے اور اسے معمول کے بھاؤ پر بیچ دے (روک کر زیادہ قیمت کے لئے نہ رکھے) تو اسے اللہ کے نزدیک شہید کا ثواب ملے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ
وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ (المزمل:73: 20)

ترجمہ: کچھ دوسرے لوگ ہیں جو اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔

(معجم أسامي شيوخ ابی بکر الا سماعیلی: 178)

ذخیرہ اندوزی حرام ہے

اہل علم کے مابین اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ کیا صرف اشیائے خوردونوش کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے یا ہر چیز کی۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ صرف اشیائے خورد ونوش کی ہی ذخیرہ اندوزی حرام ہے لہٰذا اگر کوئی باقی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے تو یہ شرعاً ممنوع نہیں۔ جبکہ امام مالک اور قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ہر اس چیز کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے جسکا روک رکھنا لوگوں کیلئے تکلیف اور نقصان کا باعث ہو خواہ وہ سونا ہو یا کپڑے یا

کوئی بھی اور شے۔ (کتاب البیوع ،ص: 61،حافظ عمران ایوب لاہوری)

نوٹ چونکہ صحیح حدیث میں مطلقاً ذخیرہ اندوزی کی مذمت کی گئی ہے۔ لہٰذا اس مسئلے میں قابل ترجیح رائے یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی ذخیرہ اندوزی، جبکہ لوگ اس کے محتاج ہوں اور وہ شخص اسے لوگوں کے لئے مہنگا کرنا چاہتا ہو، بیشک وہ خوراک کی ہو یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کی، حرام ہے۔ امام شوکانیؒ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ (نیل الأوطار:604/3)

ذخیرہ اندوزی کی چند صورتیں

1. جب غلہ وغیرہ کا ریٹ بڑھ رہا ہوتا ہے تو تاجر یا زمیندار حضرات اس نیت سے اشیاء سٹاک کر لیتے ہیں کہ جب تک ریٹ کسی مخصوص حد تک نہیں پہنچے گا ہم اپنی اشیاء مارکیٹ میں نہیں لائیں گے، حالانکہ ان اشیاء کی مارکیٹ میں اُس وقت ضرورت بھی ہوتی ہے۔
2. حکومت کوئی چیز زائد سمجھ کر بیرون ملک برآمد (Export) کر دیتی ہے لیکن بعد میں اپنے ملک میں اس کی قلت واقع ہو جاتی ہے۔ پھر حکومت وہی چیز کسی دوسرے ملک سے درآمد (Import) کرتی ہے۔ اس وقفہ میں تاجر لوگ ذخیرہ اندوزی کے ذریعے اشیاء کی قیمتیں

آسمان تک پہنچا دیتے ہیں اور خوب منافع کماتے ہیں جبکہ غریب عوام مہنگے داموں ہی اشیاء خریدنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

3 کچھ ہوشیار تاجر خفیہ ذرائع سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ آئندہ سرکاری بجٹ میں کن اشیاء کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں اور پھر ان اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کر کے ان کی فروخت روک لیتے ہیں۔ بعدازاں جب وہ اشیاء مہنگی ہو جاتی ہیں تو پھر انہیں فروخت کر کے خوب کمائی کرتے ہیں۔

وہ صورتیں جن میں چیزیں ذخیرہ کی جاسکتی ہیں

جب کوئی چیز وافر مقدار اور سستی قیمت میں دستیاب ہو۔ ایسے حالات میں اگر کوئی تاجر وہ چیز ذخیرہ کر لے اور پھر جب لوگوں کو ضرورت پڑے تو انہیں اس وقت کی قیمت کے مطابق فروخت بھی کر دے تو یہ ذخیرہ اندوزی حرام نہیں کیونکہ اس میں ضرورت کے وقت لوگوں سے چیز روکی نہیں گئی بلکہ انہیں مہیا کی گئی ہے۔

- مثلاً چاول یا گندم کی فصل کے وقت ان کی قیمتیں کم ہوتی ہیں تو ذخیرہ کر لیا جائے پھر جب ضرورت پڑے تو بازار میں لے آئے۔
- اگر کوئی شخص ذاتی ضرورت کے لئے گھر میں غلہ (یا کوئی اور چیز)

ذخیرہ کر لیتا ہے تاکہ آئندہ مہنگائی کے ایام میں اسے سہولت رہے اور اس وقت وہ چیز مارکیٹ میں بھی با آسانی دستیاب ہو تو ایسی ذخیرہ اندوزی میں کوئی قباحت نہیں۔امام نوویؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (شرح مسلم:43/11)

چند مختصر اور جامع دعائیں

اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کے بندے اس سے مانگیں، بار بار مانگیں، عاجزی وانکساری کے ساتھ مانگیں اور اپنی ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ضرورت اللہ کے سامنے رکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہمیں قدم قدم پر دعائیں ملتی ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لئے بہترین الفاظ وہی ہیں جن سے اس کے پیغمبروں نے اس سے مانگا اور ہمیں بھی مانگنے کی تعلیم دی ہے۔اس لئے ہم اس کتاب کو چند ایسی مسنون دعاؤں کے ذکر پر ختم کرتے ہیں جو مختصر اور جامع ہیں۔سب سے بڑھ کر یہ کہ باسند یہ وہ درخواستیں ہیں، یہ وہ الفاظ ہیں جو سردارِ انبیاء علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش فرمائے۔اگر ہم بھی انہی الفاظ کے ساتھ اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنیکا معمول رکھیں تو ان شاء اللہ ضرور نوازے جائیں گے۔البتہ جو لوگ ان دعاؤں کو عربی میں یاد نہ کرسکیں وہ اردو میں ضرور یاد کرلیں اور اردو میں مانگ سکتے ہیں۔

بازار کی دعائیں

1 حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار میں تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً

اللہ کے نام سے، اے اللہ میں آپ سے اس بازار کی بھلائی کا اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور اس کے شر سے اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ میں کسی جھوٹی قسم یا گھاٹے کے معاملہ میں پڑ جانے سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔

(حاکم: 1977)

2 حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ السُّوْقِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ

اے اللہ میں آپ سے اس بازار کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، کفر اور گناہ سے

آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ (المعجم الاوسط:5589)

3 حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب بازار کے دروازے پر آتے تو یہ دعا پڑھتے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ اَهْلِهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا

اے اللہ میں آپ سے اس کی بھلائی اوراس کے اہل" (یعنی یہاں کام کرنے والوں) کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اوراس کے شر سے اوراس کے اہل کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (السنن الکبری للبیہقی:19902)

4 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بازار میں داخل ہوتے وقت مندرجہ ذیل کلمہ پڑھے، تو اسے 10 لاکھ نیکیاں ملتی ہیں، اس کے 10 لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔

ترمذی ہی کی ایک اور روایت اور دیگر کتب حدیث میں ہے کہ اس کے دس لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں، وہاں جنت کے گھر کا ذکر نہیں ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(ترمذی:3428، حاکم:1974)

اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے حمد ہے، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے، وہ زندہ ہے، اور اسے کبھی موت نہ آئے گی۔ اس کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (ترمذی: 3428، حاکم: 1974)

تجارتی ومعاشی پریشانی اور تنگیٔ رزق سے نکلنے کے چند اہم وظائف

1 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ ایک انصاری سے ملاقات ہوئی جو غربت اور مرض کی وجہ سے حد درجہ پریشان تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا "کیا بات ہے ایسی حالت کیوں ہے" اس نے کہا "تنگدستی اور امراض کی وجہ سے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں وہ دعا نہ بتادوں جسے پڑھو تو تنگدستی اور امراض دور ہو جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وہ دعا ہمیں سکھا دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پڑھو: تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

میں اس زندہ پر بھروسہ کرتا ہوں جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

تعریف ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا ولی ہو اور اس کی بڑائی بیان کرو، کمال درجے کی بڑائی۔ (17:نبی اسرائیل: 111)

چند دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں تمہیں بہت اچھی حالت میں دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دعا سکھائی تھی اسی کی وجہ سے میری یہ حالت بدل گئی ہے۔ (الدعاء للطبرانی:1045)

2 اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ

اے اللہ ہم پر اپنی برکتوں، اپنی رحمتوں، اپنے فضل اور اپنے رزق کو کشادہ فرما دیجئے۔ (سبل الھدیٰ، ج:4، ص:227)

3 اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَاَغْنِنِیْ

اے اللہ میں ضعیف ہوں آپ مجھے قوت دیجئے، میں ذلیل (کمزور) ہوں آپ مجھے عزت دیجئے، میں فقیر ہوں آپ مجھے غنی بنا دیجئے۔

(مستدرک حاکم:1931)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ فَرَجًا قَرِیْبًا وَصَبْرًا جَمِیْلًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَالْعَافِیَةَ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلَایَا

اے اللہ میں آپ سے فوری کشادگی، صبر جمیل، وسیع رزق اور تمام مصائب وحوادث سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (الفرج بعد الشدة لابن ابی الدنیا:70)

5 اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِیْ

اے اللہ! اپنی جانب سے (عطا کردہ) میرا سب سے کشادہ رزق میرے بڑھاپے اور عمر کے ختم ہونے تک وقت مقرر فرما دیجئے۔ (مستدرک حاکم:1987)

6 حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! انس: آپ کا خادم ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا کیجئے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ أَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ، وَبَارِكْ لَهٗ فِیْمَآ أَعْطَیْتَهٗ

اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر دیجئے اور آپ نے اسے جو کچھ عطا فرمایا ہے، اس میں اس کیلئے برکت فرما دیجئے۔ (بخاری:6378، مسلم:2480)

نوٹ لیکن جب ہم یہ دعا کسی اور کے لئے مانگیں تو دعا کے مندرجہ بالا الفاظ اختیار کرینگے۔ لیکن جب یہ دعا ہم اپنے لئے مانگیں گے تو مندرجہ ذیل

الفاظ کے ساتھ پڑھیں گے۔

اَللّٰھُمَّ أَکْثِرْ مَالِیْ وَوَلَدِیْ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَآ أَعْطَیْتَنِیْ

اے اللہ! میرے مال اور اولاد کو زیادہ کر دیجئے اور آپ نے مجھے جو کچھ دیا ہے، اس میں میرے لئے برکت فرما دیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کو قبول فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ کی قسم! بے شک میرا مال یقیناً بہت زیادہ ہے اور بلاشبہ آج میری اولاد اور اولاد کی اولاد کی تعداد سو کے قریب ہے"

(مسلم:2481)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا، جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا اور اس میں ریحان کا پودا تھا، جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی"۔ (ترمذی:3833)

اور اس کے علاوہ شہر میں کوئی باغ دو مرتبہ پھل نہیں دیتا تھا۔" یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگی ہوئی دعا کی برکت تھی۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم جہاں پوری کوشش اور محنت کریں اور مالی وسائل کام میں لائیں وہاں یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اپنے رب سے دعائیں مانگنا نہ چھوڑیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

ترجمہ اے اللہ! میری مغفرت فرما دیجئے، میرے لئے اپنے گھر میں وسعت عطا فرما دیجئے اور میرے رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ (ترمذی:3500)

رزق سے متعلق مسنون دعائیں

رزق کی کشادگی کے لئے دعا

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (ترمذی: 3563)

ترجمہ "اے اللہ! حرام کے بدلے تو مجھے میری ضرورت کے مطابق حلال روزی عطا فرما اور اپنے فضل سے اپنے علاوہ سب سے بے نیاز کر دے"

قرض محتاجی اور ذلت سے حفاظت کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ

ترجمہ "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں محتاجی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مال کی کمی اور ذلت سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے" (ابوداؤد: 1544)

قرضوں کے بوجھ سے نجات کی دعا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں ایک انصاری صحابی حضرت ابوامامہؓ کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا ''ابوامامہ کیا ہوا کہ آپ نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں بیٹھے ہیں''، انہوں نے جواب دیا ''یارسول اللہ ﷺ مجھ پر فکروں اور قرضوں کا بوجھ ہوگیا ہے'' رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ''میں تمہیں وہ کلمات سکھاؤں کہ جب تم اسے پڑھو تو تمہارے غم دور ہوں اور تمہارا قرض ادا ہو؟'' انہوں نے کہا ضرور یارسول اللہ ﷺ، تو آپ ﷺ نے فرمایا تم صبح وشام مندرجہ ذیل کلمات پڑھا کرو، صحابی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانیوں کو دور کردیا اور میرے قرضوں کو مجھ سے ادا کروا دیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں فکر اور غم سے اور تیری پناہ چاہتا میں آتا

ہوں عاجزی سے اور سستی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے دباؤ سے (ابوداؤد:1555)

بھوک اور بری عادت سے پناہ کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡٓ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡجُوۡعِ فَاِنَّہٗ بِئۡسَ الضَّجِیۡعُ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡخِیَانَۃِ فَاِنَّھَا بِئۡسَتِ الۡبِطَانَۃُ

ترجمہ یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے، برا ساتھی ہونے کی وجہ سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں خیانت سے، کیونکہ وہ بری خصلت ہے۔ (ابوداؤد 1547)

کفر و محتاجی سے پناہ کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دعا کو پڑھ کر کفر اور محتاجی سے پناہ مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡٓ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡکُفۡرِ وَالۡفَقۡرِ

ترجمہ "یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور محتاجی سے" (ابوداؤد 5090)

قرض، محتاجی اور ذلت سے پناہ مانگنے کی دعا

حضرت معاذؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے اوپر قرض کی شکایت کی تو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مندرجہ ذیل دعا پڑھا کرو۔ اگر تم پر اُحد پہاڑ جتنا قرض بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کا تمہارے لیئے انتظام فرمادے گا۔

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ

ترجمہ ''اے اللہ آپ ہی ملک وحکومت کے مالک ہیں، آپ جسے چاہیں حکومت عطا کرتے ہیں اور جس سے چاہیں حکومت چھین لیتے ہیں، جسے چاہیں عزت بخشتے ہیں اور جس کو چاہیں ذلیل کر دیتے ہیں، آپ کے پاس تو خیر ہی ہے، بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں، اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم آپ جسے چاہتے ہیں دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں روک لیتے ہیں، مجھ پر ایسی رحمت فرمائیے جو آپ کے

سوا ہر کسی کے رحم و کرم سے مجھے بے پروا کر دے۔اے اللہ! بے سروسامانی سے میری کفایت فرمائیے اور میرا قرض مجھ سے ادا کرادیجئے۔ (طبرانی:332)

آخری گزارش از طرف راقم

مجھے پوری امید ہے کہ آپ نے اس کتاب کا نہایت گہرا مطالعہ شروع سے آخر تک کیا ہوگا۔اس کتاب کی تیاری میں تقریباً 2 سال سے زائد کا عرصہ لگا ہے۔ بے شمار کتب کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اس میں صرف تجارت (کاروبار) سے متعلق ان احادیث کو بیان کیا گیا جن کا تعلق ہمارے اس معاشرے میں ایک عام فرد سے لیکر پاکستان کے چوٹی کے کاروباری حضرات (تاجروں) سے ہے۔کوشش یہ کی گئی ہے کہ ہر بات باسند تحریر کی جائے۔

یقیناً اس میں اب بھی بہت سے ایسے معاملات رہ گئے ہوں گے جو راقم السطور کے علم میں نہ آسکے ہوں گے۔آپ سے گزارش ہے کہ جو کمی، کمزوری یا پھر کوئی غلطی آپ نے محسوس کی ہو وہ مجھے تحریری طور پر ارسال کریں۔میں ان شاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں تبدیل کردوں گا۔ شکریہ!

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ